قنوت نازلہ کے مسائل

قنوت نازلہ کا جواز اوراس کا ثبوت:

سوال: قنوت نازلہ جوتقریباً سال بھر سے پڑھی جارہی ہے،اس پر بعض مسلمان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کا پڑھنا جائز نہیں ہےاور حدیث انسؓ سے اس کا پڑھنا موقوف ہو چکا ہے۔

”عن أنس رضی اللّٰہ عنه أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قنت شهرًا ثم ترکه“.(رواه أبوداؤد)(۱)

”ثم ترک“ سے اس کا چھوڑ نا فرض کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں کسی پر لعنت کرنا، یا بددعا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔حدیث اور قول امام اعظمؒ سے اس کا ثبوت مانگتے ہیں کہ ”ثم ترکه“ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے:

”ولایقنت لغیره إلا لنازلة فیقنت الإمام فی الجهریة وقیل فی الکل“إلخ.

اور ردالمختار معروف بہ شامی میں ہے:

”(قوله فی الجهریة):یوافقه ما فی البحروالشرنبلالیة عن شرح النقایة عن الغایة:وإن نزل بالمسلمین نازلة قنت الإمام فی صلاة الجهریة وهوقول الثوری وأحمد،آه،وکذا ما فی شرح الشیخ إسماعیل عن البنایة:إذا وقعت نازلة قنت الإمام فی صلاة الجهریة،لکن فی الأشباه عن الغایة: قنت فی صلاة الفجر.

ویؤیده ما فی شرح المنیة حیث قال بعدکلام: فتکون شرعیته أی شرعیة القنوت فی النوازل مستمرة وهومحمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته علیه الصلاة والسلام، وهومذهبنا وعلیه الجمهور.قال الحافظ أبوجعفرالطحاوی:” إنما لایقنت عندنا فی صلاة الفجرمن غیر بلیة فإن وقعت فتنة أوبلیة، فلابأس به، فعله رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم،إلخ.(إلٰی أن

(۱) سنن أبی داؤد،کتاب الصلاة،باب القنوت فی الصلاة: ۲۰٤/۱،انیس

قال): وهو صريح في أن قنوت النازلة عندنا مختصٌ بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية، إلخ. (۱)

ان عبارات سے واضح ہوگیا کہ عندالحنفیہ؛ بلکہ عندالجمہور قنوت نازلہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشروع ہے۔ (۲)

پس جو شخص اس کا انکار کرے، وہ جملہ ائمہ اہل حق کا مخالف ہے اور کتب دینیہ سے ناواقف ہے؛ کیوں کہ ظاہر ہے کہ اگر قنوت نازلہ منسوخ ہوجاتا تو آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام اس کو معمول بہ کیوں بناتے۔ وكفىٰ بهم قدوة

اور حدیث انس رضی اللہ عنہ "أن النبي صلى الله عليه وسلم قنت شهرًا ثم تركه" (۳) سے منسوخ سمجھنا قنوت نازلہ کا صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ "ثم تركه" کے یہ معنی ہیں کہ مہینہ بھر کے بعد آپ نے اس کو چھوڑ دیا؛ کیوں کہ مثلاً ضرورت باقی نہ رہی اور جو غرض تھی، وہ حاصل ہوگئی وغیرہ۔

اور لعنت کفار پر آیات واحادیث سے برابر ثابت ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ (۴)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ، اُلٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ﴾ (۵)

اسی طرح بکثرت آیات واحادیث سے لعنت بر کفار ثابت ہے، انکار اس کا سوائے جاہل معاند کے اور کون کرسکتا ہے۔ الغرض حنفیہ کو اپنے ائمہ کے اقوال اور کتب فقہ کی تفصیل وتشریح کو دیکھ کر عمل کرنا چاہیے۔ منکرین ائمہ؛ یعنی فرقۂ غیر مقلدین کی بات نہ سننا چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۱۹۷-۱۹۹) ☆

(۱) رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة: ۱/ ۶۲۸، ظفير

(۲-۳) عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قنت شهراً لعن رجالاً، وقال هشام: يدعو علىٰ أحياء من أحياء العرب ثم تركه بعد الركوع. (سنن النسائي، باب اللعن في القنوت، رقم الحديث: ۱۰۷۷، انيس)

عن أنس بن مالك قال: قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرًا بعد الركوع. (سنن النسائي، باب القنوت بعد الركوع، رقم الحديث: ۱۰۷۰، انيس)

(۴) سورة البقرة: ۷۹، ركوع: ۱۱، ظفير

(۵) سورة البقرة: ۱۵۹، ركوع: ۱۹، ظفير

☆ **قنوت نازلہ کا ثبوت کیا ہے:**

سوال: قنوت در نماز فجر در موقعہ نوازل خواندہ میشود، حوالہ مطلوب است؟ (مصیبت کے وقت نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھا جاتا ہے، اس کا حوالہ کیا ہے؟ انیس)

==

قنوت نازلہ جائز ہے، یا نہیں اور جائز ہے تو کیوں:

سوال: اس زمانہ میں جو دعاء نازلہ پڑھی جاتی ہے، یہ دعا نماز فجر میں احناف کے نزدیک جائز ہے، یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو "لیس لک من الأمر شیء" کا کیا جواب ہے اور اس دعاء نازلہ میں اور قنوت میں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے، جب کسی قبیلہ، یا قوم کو بددعا کرنا چاہتے تھے، فرق ہے، یا نہیں؟

الجواب

بوقت نازلہ دعاء قنوت وغیرہ نماز فجر میں باتفاق حنفیہ جائز ہے۔(۱)

درمختار میں ہے:

"ولا یقنت لغیرہ إلا لنازلة، إلخ.(۲)

وفی الشامی: وھو صریح فی أن قنوت النازلة عندنا مختصٌ بصلوٰة الفجر.(۳)

وفیہ عن شرح المنیة: فتکون شرعیته أی شرعیة القنوت فی النوازل مستمرة وھو محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته علیه الصلاة والسلام وھو مذھبنا وعلیه الجمھور.(۴)

پس جب کہ معلوم ہوا کہ مذہب جمہور ائمہ یہی ہے اور صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھا ہے تو اب کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

اور آیت ﴿لیس لک من الأمر شیء﴾ کے شان نزول میں اختلاف کثیر ہے، قنوت نازلہ میں نزول اس کا

==

الجواب

قنوت در نوازل در صلوٰۃ فجر نزد حنفیہ ثابت ومعمول بہ است۔(ترجمہ جواب: مصیبت کے وقت نماز فجر میں قنوت نازلہ حنفیہ کے نزدیک ثابت اور معمول بہ ہے، انیس)(عن أبی ھریرة رضی اللہ عنه یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول حین یفرغ من صلاة الفجر من القراء ة ویکبر ویرفع رأسه ویقول سمع اللہ لمن حمد ربنا ولک الحمد یقول وھو قائم اللّٰھم أنج الولید بن ولید وسلمة بن ھشام وعیاش بن أبی ربیعة والمستضعفین من المؤمنین اللّٰھم اشدد وطائک علٰی مضر واجعلھا علیھم کسنی یوسف اللّٰھم العن لحیان ورعلاً وذکوان وعصیة عصت اللہ و رسوله.(شرح معانی الآثار، باب القنوت فی صلاة الفجر وغیرھا: ۱/۱۵۵، مکتبة رحمانیة، لاھور، انیس)قال فی الشامی: وھو صریح فی أن قنوت النازلة عندنا مختصٌ بصلاة الفجر.(رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة: ۱/۶۲۸، ظفیر)

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۴/۱۹۰)

(۱) عن أنس قال: قنت رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم شھراً بعد الرکوع یدعو علٰی حی من أحیاء العرب ثم ترکه.(شرح معانی الآثار، کتاب الصلاة، باب القنوت فی صلاة الفجر: ۱/۱۷۴، انیس)

(۲) الدر المختار علٰی ھامش رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة: ۱/۶۲۸، ظفیر

(۳-۴) رد المحتار، اب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة: ۱/۶۲۸، ظفیر

متعین نہیں ہے، کما صرح به فی المعالم ؛ تاکہ جواب کی ضرورت ہو اور امام طحاویؒ کا قول خود شامی میں یہ منقول ہے: "قال الحافظ أبو جعفر الطحاوی: "إنما لایقنت عندنا فی صلاة الفجر من غیر بلیة فإن وقعت فتنة أو بلیة فلابأس به، فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۹۵/۴-۱۹۶)

قنوت نازلہ کب اور کس نماز میں پڑھنی چاہیے:

سوال: قنوت نازلہ کب اور کن حالات میں پڑھنی چاہیے اور ایک وقت پڑھنی چاہیے، یا پانچوں وقت؟

الجواب ———————— وباللّٰہ التوفیق

جب مسلمانوں پر مصائب نازل ہوں تو ان کے لیے قنوت نازلہ پڑھنا جائز و درست ہے۔(۲) قنوت نازلہ فرض نماز کے آخر رکوع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے رکوع کے بعد اور سجدہ کے پہلے۔(۳)

سری نمازوں میں آہستہ اور جہری نمازوں میں بلند آواز سے پڑھنا چاہیے، مناسب یہ ہے کہ عشا اور فجر کی نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی جاوے۔(۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی، ۱۳۶۹/۸/۳۰ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲۰۸/۲-۲۰۹)

---

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة: ۶۲۸/۱، ظفیر

وکان أحد من روی عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أیضا القنوت فی الفجر أنس بن مالک فروی عمرو بن عبید عن الحسن عن أنس أن رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یزل یقنت بعد الرکوع فی صلاة الغداة حتی فارقه فأثبت فی هذا الحدیث القنوت فی صلاة الغداة وإن ذلک لم ینسخ. (شرح معانی الآثار، کتاب الصلاة، باب القنوت فی صلاة الفجر: ۱۷۶/۱، انیس)

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه یقول والله لأقربن بکم صلاة رسول الله صلی الله علیه وسلم فکان أبو هریرة یقنت فی الظهر والعشاء الآخرة وصلاة الصبح ویدعو للمؤمنین ویلعن الکفار. (الصحیح لمسلم، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات: ۲۳۷/۱، انیس)

(۳) عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم شهراً متتابعاً فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء و صلاة الصبح فی دبر کل صلاة إذا قال سمع الله لمن حمده من الرکعة الآخرة. (سنن أبی داؤد، باب القنوت فی الصلاة: ۲۰۴/۱، انیس)

(۴) مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے تو امام کو جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنی چاہیے۔[مجاہد]

وإن نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلاة الجهر، وهو قول الثوری وأحمد آه. (ردالمحتار: ۴۴۸/۲)

بعض فقہانے قنوت نازلہ کو نماز فجر کے ساتھ خاص کیا ہے۔

لکن فی الأشباه عن الغایة قنت فی صلاة الفجر ویؤیده ما فی شرح المنیة. (ردالمحتار: ۴۴۸/۲)

وصال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہؓ نے قنوت نازلہ پڑھا۔(عن أبی هریرة یقول و الله لأقربن بکم صلاة ==

قنوت نازلہ کے متعلق اختلافات:

سوال: قنوت نازلہ جو مصائب کے پیش آنے پر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے، اس کے متعلق بعض لوگ چند شبہات بیان کرتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک یہ منسوخ ہے، کوئی کہتا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے، کوئی کہتا ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے، کوئی کہتا ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے۔ براہ کرم ان امور کے متعلق تحقیقی جوابات مرحمت فرمائیں؟

الجواب

قنوت نازلہ مصیبتوں کے وقت فرض نمازوں میں پڑھنا جائز ہے اور اس کا جواز عموماً جمہور ائمہ اور خصوصا حنفیہ کے نزدیک منسوخ نہیں ہے؛ بلکہ جب کوئی عام مصیبت پیش آئے تو مصیبت کے زمانہ تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے۔(۱)

ہاں قنوت دوامی جو فجر کی نماز میں امام شافعیؒ کے نزدیک مسنون ہے، وہ حنفیہ کے نزدیک منسوخ ہے۔ فقہ حنفی کی کتابوں میں جہاں قنوت فجر کو منسوخ کہا ہے، اس سے مراد یہی ہے کہ قنوت دوامی فجر کی نماز میں پڑھنا منسوخ ہے۔ قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ان روایات حدیثیہ وفقہیہ سے صراحۃ ثابت ہوتا ہے۔

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قنت رسول الله صلی الله عليه وسلم فی صلاة العتمة شهرًا (إلٰی قوله)قال أبوهريرة رضی الله عنه: وأصبح رسول الله صلی الله عليه وسلم ذات يوم فلم يدع لهم فذكرت ذلک له، فقال: وماتراهم قدقدموا.(أبوداؤد)(۱)

== رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فكان أبوهريرة يقنت فی الظهر والعشاء الآخرة وصلاة الصبح ويدعو للمؤمنين ويلعن الكفار(الصحيح لمسلم ،باب استحباب القنوت فی جميع الصلوات: ۱/۲۳۷،انيس)، اس کا محمل یہی حکم شرعی ہے کہ مصیبتوں اور حادثات کے موقع پر قنوت نازلہ پڑھنے کی مشروعیت دائمی ہے۔[مجاہد]

وقال الحافظ أبوجعفر الطحاوی:إنما لايقنت عندنا فی صلاة الفجر من غيربلية،فإن وقعت فتنة أوبلية فلا بأس به فعله رسول الله صلی الله عليه وسلم،وأما القنوت فی الصلوات كلها للنوازل فلم يقل به إلا الشافعی،وكأنهم حملوا ما روی عنه عليه الصلاة والسلام أنه قنت فی الظهر والعشاء كما فی مسلم،وانه قنت فی المغرب أيضًا(عن البراء قال قنت رسول الله صلی الله عليه وسلم فی الفجر والمغرب.(الصحيح لمسلم،باب استحباب القنوتفی جميع الصلوات : ۱/۲۳۷،انيس)كما فی البخاری علی النسخ لعدم ورود المواظبة والتكرار الواردين فی الفجر عنه عليه الصلوٰة و السلام اهـ وهوصريح فی أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية والسرية (ردالمحتار،مطلب فی القنوت للنازلة:۲/۴۴۹)

بہتر یہی ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھی جائے۔[مجاہد]

(۱) إنما لايقنت عندنا فی صلاة الفجر من غيربليه فإن وقعت فتنه أوبلية لابأس به،فعله رسول الله صلی الله عليه وسلم، إلخ.(ردالمحتار، كتاب الصلاة،باب الوتر والنوافل، مطلب فی قنوت النازلة:۲/۱۱،ط:سعيد)

(۲) باب القنوت فی الصلاة: ۱/۲۰۴،ط :سعيد

(ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان قیدیوں کی نجات اور کافروں کی ہلاکت کے لیے ایک مہینہ تک عشا کی نماز میں قنوت پڑھی (الی قولہ) ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا نہیں پڑھی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مسلمان قیدی چھوٹ کر آ گئے۔(ابوداؤد)

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مہینہ تک قنوت پڑھ کر چھوڑ دینا قنوت کی ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے تھا، نہ کہ منسوخ ہونے کی وجہ سے۔

عن أنس بن مالك رضى الله عنه أن النبى صلى الله عليه وسلم قنت شهرًا ثم تركه.(۱)

(ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ دعائے قنوت پڑھی پھر چھوڑ دی۔)

عن ابن عباس رضى الله عنه قال: قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهر امتتابعًا فى الظهر والعصر والمغرب والعشاء وصلاة الصبح فى دبر كل صلاة إذا قال سمع الله لمن حمدة من الركعة الآخرة يدعو علىٰ أحياء من بنى سليم علىٰ رعل وذكوان وعصية ويؤمن من خلفه.(أبوداؤد)(۲)

(ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر ایک مہینے تک ظہر، عصر، مغرب، عشا اور فجر کی نمازوں میں قنوت پڑھی، ہر نماز کے آخر میں جب کہ آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو بنی سلیم کے قبیلوں رعل وذکوان وعصیہ پر بددعا فرماتے اور مقتدی آمین کہتے رہتے۔)

أو أنه لعدم وقوع نازلة تستدعى القنوت بعدها فتكون شرعية مستمرة وهو محمل قنوت من قنت من الصحابة بعد وفاته عليه الصلوٰة والسلام وهو مذهبنا وعليه الجمهور.(كبيرى)(۳)

(ترجمہ: یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قنوت کو چھوڑنا اس وجہ سے ہو کہ کوئی ضرورت بعد کو قنوت پڑھنے کی پیش نہ آئی، پس قنوت نازلہ کی مشروعیت مستمر ہے اور جن صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قنوت پڑھی، ان کا پڑھنا اسی پر محمول ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی کے جمہور قائل ہیں۔)

قال ابن الهمام فى شرح الهداية: إن هٰذا ينشئى لنا أن القنوت للنازلة مستمر لم ينسخ. (إلىٰ قوله) وماذكرنا من أخبار الخلفاء يفيد تقرره لفعلهم ذلك بعده صلى الله عليه وسلم.(فتح القدير)(۴)

---

(۱) سنن أبى داؤد، باب القنوت فى الصلاة: ۱/۲۰٤، ط، سعيد
عن أنس رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قنت شهراً يدعو علىٰ أحياء من أحياء العرب ثم تركه.(الصحيح لمسلم، باب استحباب القنوت فى جميع الصلوات: ۱/۲۳۷، انيس)
(۲) باب القنوت فى الصلاة: ۱/۲۰٤، ط: سعيد
(۳) صلاة الوتر، ص: ٤۲۰، ط: سهيل اكادمى لاهور
(۴) باب صلاة الوتر: ۱/٤۳٤، ط: بيروت لبنان

(ترجمہ: ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ مذکورۂ بالا بیان ہمارے لیے ظاہر کرتا ہے کہ قنوت نازلہ کا جواز مستمر ہے، منسوخ نہیں ہوا، (الی قولہ) اورخلفائے راشدین کی جو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں، ان سے قنوت نازلہ کا منسوخ نہ ہونا ثابت ہوتا ہے؛ کیوں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قنوت نازلہ پڑھی ہے۔)

إذا طبق علماء نا علٰی جواز القنوت عند النازلة. (مرقاة)(۱)

(ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء (ائمہ حنفیہ) کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی مصیبت کے وقت قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے۔)

روی عن أبی بکر رضی اللّٰہ عنه أنه قنت عند محاربة مسیلمة وکذا قنت عمر رضی اللّٰہ عنه(۲) وکذا علی ومعاویة عند تحاربهما. (غنیة المستملی)(۳)

(ترجمہ: حضرت صدیق ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب سے جنگ کے زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی اور اسی طرح حضرت عمرؓ نے بھی پڑھی ہے اور ایسے ہی حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی جنگ کے زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی ہے۔)

ان روایات سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ حنفیہ اور جمہور کے نزدیک جائز ہے، اس کا جواز اور مشروعیت مستمر ہے، منسوخ نہیں ہے؛ کیوں کہ اگر منسوخ ہوتا تو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کیوں پڑھتے۔ فتح القدیر، کبیری، عینی، شرح ہدایہ، طحاوی، مراقی الفلاح، درمختار، اشباہ ونظائر، البحر الرائق، غایۃ شرح نقایہ، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ردالمحتار وغیرہ بہت سی کتابوں میں حنفیہ نے قنوت نازلہ کے جواز کی تصریح کی ہے۔ رہی یہ بات کہ حنفیہ کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے، یا تین جہری نمازوں میں، یا پانچوں نمازوں میں؟ تو اس کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ علامہ طحاویؒ کی عبارت میں صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے کا ذکر ہے، (۴) اور اسی کو صاحب شامیؒ

---

(۱) باب القنوت: ۱۷۸/۳، ط: إمدادیة، ملتان

(۲) عن أبی رافع قال صلیت خلف عمر بن الخطاب صلاة الفجر، فقرأ بالأحزاب فسمعت قنوته وأنا فی آخر الصفوف. (شرح معانی الآثار، باب القنوت فی الفجر: ۱۷۷/۱، انیس)

(۳) صلاة الوتر، ص: ۴۲۰، ط: سهیل اکادمی لاهور

(۴) قال أبو جعفر: "فقد یجوز أن یکون علٰی کان یری القنوت فی صلاة الفجر سائر الدهر وقد یجوز أن یکون فعل ذٰلک فی وقت خاص للمعنی الذی کان فعله عمر من أجله، إلخ". (شرح معانی الآثار، باب القنوت فی الفجر وغیره: ۱۷۲/۱، ط: سعید)

قال أبو جعفر: "فذهب القوم إلٰی اثبات القنوت فی صلاة الفجر، إلخ". (شرح معانی الآثار، باب القنوت فی الفجر وغیره: ۱۶۸/۱، ط: سعید)

نے ترجیح دی ہے۔علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں صلوٰۃ الجہر لکھا ہے اوراسی طرح البحرالرائق ومراقی الفلاح میں شرح نقایہ سے صلوٰۃ الجہر نقل کیا ہے،(۱)اوردرمختار میں ’’وقیل فی الصلوات کلها‘‘ بھی لکھا ہے؛یعنی کہا گیا ہے کہ تمام نمازوں میں پڑھنی جائز ہے اوراحادیث میں بھی قنوت کا ذکر مختلف طریقوں سے آیا ہے،کسی حدیث میں صرف نماز فجر کا ذکر ہے اورکسی میں نماز عشا کا اورکسی میں دوتین نمازوں کا اورکسی میں پانچوں نمازوں کا۔پس صرف نماز فجر میں پڑھنے کی روایت اور جہری نمازوں میں پڑھنے کی روایت تو فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی موجود ہے،ان دونوں صورتوں میں توفقہ حنفی کی روسے بھی تامل کی گنجائش نہیں۔رہا پانچوں نمازوں میں پڑھنا تو دیگرائمہ بموجب حدیث ابن عباسؓ(۲) پانچوں نمازوں میں قنوت نازلہ کے جواز کے قائل ہیں اوریہی مطلب ہے درمختار کے اس قول کا’’وقیل فی الصلوات کلها‘‘ مگرائمہ حنفیہ سے پانچوں نمازوں میں پڑھنے کی کوئی فقہی روایت نہیں ہے،جہری نمازوں میں پڑھنے کی فقہی روایتیں یہ ہیں:

’’**إن نزل بالمسلمین نازلة قنت الإمام فی صلوٰة الجهروبه قال الأکثرون وأحمد،إلخ**‘‘. (العینی شرح الهدایة)(۳)

(ترجمہ: اگرمسلمانوں پرکوئی مصیبت آجائے توجہری نمازوں میں امام قنوت پڑھے،اسی کے اکثرعلمااورامام احمدؒ قائل ہیں۔)

وفی الغایة:إن نزل بالمسلمین نازلة قنت الإمام فی صلاة الجهر،وهوقول الثوری وأحمد، إلخ.(مراقی الفلاح)(۴)

(ترجمہ: غایہ میں ہے کہ اگرمسلمانوں پرکوئی مصیبت آجائے توامام جہری نمازوں میں قنوت پڑھے،امام ثوری اوراحمد کا یہی قول ہے۔)

اسی طرح البحرالرائق وشامی میں بھی منقول ہے۔

رکوع سے پہلے پڑھی جائے،یابعدرکوع؟تواس کا جواب یہ ہے کہ قنوت نازلہ کوبعدرکوع پڑھناہی اعتبار دلیل کے قوی ہے؛(۵) کیوں کہ جن روایات حدیث سے قنوت نازلہ کے جواز پرحنفیہ نے استدلال کیا ہے،اس میں تصریح ہے

---

(۱) قنت الإمام فی صلاة الجهرالذی فی البحرعن الشمنی فی شرح النقایة.(مراقی الفلاح،باب الوترص:۲۲۶،ط:مصر)

(۲) عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال: قنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم شهراً متتابعاً فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء وصلاة الصبح فی دبرکل صلاة إذا قال سمع اللّٰه لمن حمده من الرکعة الآخرة یدعوعلیٰ أحیاء من بنی سلیم.(أبوداؤد،باب القنوت فی الصلاة:۲۰۴/۱)

(۳) باب صلاة الوتر:۵۲۴/۲،ط:دارالفکربیروت،لبنان

(۴) باب الوتر،ص:۲۲۶،انیس

(۵) عن أنس قال: قنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم شهراً بعد الرکوع یدعو علیٰ أحیاء من العرب. (صحیح البخاری،باب غزوة ذات الرجیع:۵۸۶/۲،الصحیح لمسلم،باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات:۲۳۷/۱،انیس)

کہ یہ قنوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد پڑھی ہے، اسی کو شامی نے ردالمحتار میں ترجیح دی ہے اور اسی کو مراقی الفلاح میں اختیار کیا گیا ہے۔(۱)

اور ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

قال البیهقی: صح أنه علیه السلام قنت قبل الرکوع ؛ لکن رواة القنوت بعده أکثر وأحفظ فهو أولیٰ. (مرقاۃ)(۲)

(ترجمہ: علامہ بیہقی نے فرمایا کہ حضور سے قبل الرکوع قنوت پڑھنا بھی ثابت ہے، لیکن بعد رکوع قنوت کے روایت کرنے والے زیادہ بھی ہیں اور حافظہ کے بھی قوی ہیں پس یہی اولیٰ ہے۔)

ہاتھ باندھ لیں، یا چھوڑے رکھیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسے قیام میں جس میں کوئی ذکر مسنون ہو، ہاتھ باندھنا سنت ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک جس قیام میں قرأت ہو؛ یعنی قرآن مجید پڑھا جائے، اس میں ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔ پس ہر نماز میں سبحانک اللّٰهم کے ختم تک اور قنوت کے وقت اور نماز جنازہ میں امام محمدؒ کے نزدیک ہاتھ چھوڑے رکھنا چاہیے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان سب مواقع میں ہاتھ باندھنا چاہیے، جیسے کہ تمام حنفیہ کا معمول ہے کہ ثنا اور قنوت وتر اور نماز جنازہ میں ہاتھ باندھے رہتے ہیں، پس قنوت نازلہ بھی چوں کہ ذکر مسنون ہے؛ اس لیے اس کے پڑھنے کے قیام میں بھی ہاتھ باندھنا ہی حضرت امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے موافق مسنون ہوگا، لہٰذا ہاتھ باندھنا ہی اولیٰ اور راجح ہے۔

مراقی الفلاح کے حاشیہ میں علامہ شیخ احمد طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

ویضع فی کل قیام من الصلاة ولو حکماً فدخل المقاصد ولا بد فی ذلک القیام أن یکون فیه ذکر مسنون ومالا فلا، کمافی السراج وغیره، وقال محمد لا یضع حتیٰ یشرع فی القراءة فهو عندهما سنة قیام فیه ذکر مشروع وعنده سنة للقراءة فیرسل عنده حالة الثناء والقنوت وفی صلاة الجنازة وعندهما یعتمد فی الکل، إلخ. (طحطاوی علی مراقی الفلاح)(۳)

(ترجمہ: نماز کے ہر قیام میں ہاتھ باندھے، اگرچہ قیام حکمی ہو تو اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنے والا بھی داخل ہوگیا؛ مگر یہ شرط ہے کہ اس قیام میں کوئی ذکر مسنون ہو اور جس میں ذکر مسنون نہ ہو، نہ باندھے، جیسا کہ سراج وغیرہ میں مرقوم ہے اور امام محمدؒ

---

(۱) وأنه یقنت بعد الرکوع، لا قبله بدلیل أن ما استدل به الشافعی علیٰ قنوت الفجر وفیه التصریح بالقنوت بعد الرکوع حمله علمائنا علی القنوت للنازلة ثم رأیت الشرنبلالی فی مراقی الفلاح، إلخ. (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة: ۱۱/۲، ط: سعید)

(۲) باب القنوت: ۱۷۸/۳، إمدادیة، ملتان

(۳) فصل فی بیان سننها، تتمة، ص: ۱۵٤، ط: مصر

نے فرمایا کہ جب تک قرأت شروع نہ کرے، ہاتھ نہ باندھے۔ پس ہاتھ باندھنا امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہر ایسے قیام کی سنت ہے، جس میں کوئی ذکر مسنون ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک قرأت کی سنت ہے، لہٰذا امام محمدؒ کے نزدیک حالت ثنا اور قنوت اور نماز جنازہ میں ہاتھ چھوڑے رکھنے چاہئیں اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ان تمام حالتوں (یعنی ثنا، قنوت، نماز جنازہ) میں ہاتھ باندھنا چاہیے۔ انتہیٰ)

اگر کوئی ہاتھ اٹھا کر پڑھے تو حدیث شریف سے اس کی بھی گنجائش نکلتی ہے اور ایک فقہی روایت امام ابو یوسفؒ سے بھی منقول ہے کہ قنوت وتر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر پڑھی ہے۔ حدیث شریف یہ ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع رأسه من صلاة الصبح في الركعة الثانية يرفع يديه فيها فيدعو بهذا الدعاء: اللّٰهم اهدني فيمن هديت، إلخ. (۱)

(ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں جب رکوع سے سر اٹھاتے تو قومے میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے: **اللّٰهم اهدني فيمن هديت، إلخ.**)

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے؛ لیکن حاکم رحمہ اللہ سے اس کی تصحیح بھی خود ہی نقل فرمائی ہے، البتہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ ہاتھ اٹھانے سے کیا مراد ہے، آیا ابتدا میں دعا شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانا، جیسے تکبیر تحریمہ، یا قنوت وتر کے وقت اٹھاتے ہیں؟ یا تمام دعا پڑھنے اور ختم کرنے تک اٹھائے رکھنا، جیسے دعا میں ہاتھ اٹھاتے ہیں؟ پھر بھی چوں کہ حدیث میں یہ احتمال بھی ہے؛ اس لیے ہاتھ اٹھا کر پڑھنے والوں سے بھی جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح جو لوگ ہاتھ چھوڑ کر پڑھیں، ان کے لیے امام محمدؒ کے مذہب کے موافق گنجائش ہے؛ اس لیے ان سے بھی جھگڑنے کا موقع نہیں ہے، اگر دعائے قنوت مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام بھی آہستہ پڑھے اور سب مقتدی بھی آہستہ پڑھیں اور مقتدیوں کو یاد نہ ہو، جیسا کہ اکثری تجربہ اسی کا شاہد ہے تو بہتر یہ ہے کہ امام زور سے پڑھے اور سب مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قنوت نازلہ کا زور سے پڑھنا روایت کیا ہے۔ (۲)

مغرب کی تیسری رکعت عشا کی چوتھی رکعت، فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد "**سمع الله لمن حمده**" کہہ کر امام دعائے قنوت پڑھے، مقتدی آمین کہتے رہیں، دعا سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائیں، دعائے قنوت کے الفاظ یہ ہیں: "**اللهم اهدنا فيمن هديت**" **إلخ.**

---

(۱) زاد المعاد في هدى خير العباد، بحث القنوت في الفجر وغيره: ۶۹/۱، ط، مصر

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد أن يدعو أحد أو يدعو لأحد قنت بعد الركوع ... واجعلها سنين كسني يجهر بذلك. (صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب قوله ليس لك من الأمر شيء: ۶۵۵/۲، ط: قديمي/شرح معاني الآثار، باب القنوت في صلاة الفجر وغيرهما: ۱۷۳/۱، انيس)

جو شخص تنہا نماز پڑھے وہ اپنی نماز میں اور عورتیں اپنی نماز میں قنوت پڑھیں، یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی اجازت، یا ممانعت کی تصریح میں نے نہیں دیکھی، بجز فقہا کے اس قول کے کہ "قنت الإمام"، مگر ظاہر ہے کہ یہ حکم باعتبار اصل ہے؛ کیوں کہ فرائض میں اصل یہی ہے کہ وہ جماعت سے ادا کئے جائیں اور منفرد کے حکم سے سکوت ہے؛ تاہم ممانعت کی کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی، ۲۰/رجب المرجب ۱۳۳۸ء

الجواب صواب: محمد انور عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، محمد اعزاز علی غفرلہ، خاکسار سراج احمد رشیدی، حبیب الرحمٰن عفی عنہ، فقیر اصغر حسین حسنی حنفی، بندہ ضیاء الحق عفی عنہ

موجودہ یاس انگیز حالت میں قنوت نازلہ ہر مسجد میں ہونی چاہیے، اس کے مسنون ہونے میں ائمہ اربعہ متفق ہیں، پانچوں نمازوں میں جائز ہے؛(۱) مگر جہری نمازوں میں معتاد اکثرین سلف ہونا ثابت ہے،(۲) اور نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ہاتھ باندھے ہوئے دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے، فاتحہ میں دعا "اهدنا" اور آیت ترغیب وترہیب میں دعا مناسب دست بستہ منقول ہے۔ قنوت میں امام ابو یوسفؒ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی منقول ہے۔

مناسب ہے کہ ان جزوی امور میں اس وقت اختلاف نہ ہو، دست بستہ دعائے قنوت جہری نمازوں میں کیا کریں، اگر اہل محلہ پانچوں نمازوں میں باہمی اتفاق سے کریں تو ان پر انکار نہ کریں۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ﴾(الآية)﴿وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾(الآية) فقط

حررہ محمد ناظر حسین نعمانی نقشبندی دیوبندی، صدر مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

حامدًا و مصليًا:

قنوت عند المصیبت والحوادث العامہ مشروع ہے، جزوی وفروعی اختلاف کی وجہ سے نزاع مناسب نہیں۔ فقط

کتبہ الاحقر عبد اللطیف عفا اللہ عنہ، مدرس مظاہر علوم سہارنپور

---

(۱) عن ابن عباس رضى الله عنهما قال: قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شهراً متتابعًا فى الظهر والعصر والمغرب والعشاء، وصلاة الصبح فى دبر كل صلاة إذا قال سمع الله لمن حمده من الركعة الآخرة، يدعوعلىٰ أحياء من بنى سليم على رعل وذكوان وعصية ويؤمن من خلفه. (سنن أبى داؤد، كتاب الصلاة، باب القنوت فى الصلاة: ۱/۲۰۴/ المنتقى لابن الجارود، صفة صلاة النبى صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۱۹۸، انيس)

(۲) عن البراء أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقنت فى الصبح والمغرب. (شرح معانى الآثار، باب القنوت فى صلاة الفجر: ۱/۱۷۳/ مسند أبى داؤد الطيالسى، البراء بن عازب، رقم الحديث: ۷۷۳/ صحيح لمسلم، باب استحباب القنوت فى جميع الصلاة، رقم الحديث: ۶۷۸، انيس)

حامدًا و مصليًا و مسلما:

قنوت نازلہ کے احناف کے نزدیک جائز ہے اور بعد رکوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار فرمایا ہے۔(۱) احناف کے نزدیک قنوت نماز صبح میں علی الدوام ثابت نہیں۔(۲) یہ قنوت جس کی بابت سوال ہے، اس کے جواز میں چوں و چرا کرنا لغو ہے۔ جواب جو مجیب نے تحریر فرمایا ہے، یہ عاجز اس سے متفق ہے۔ واللہ اعلم

احمد علی عفی عنہ، مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ

الجواب صحیح: محمد ادریس (کاندھلوی) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی/محمد شفیع، مدرس مدرسہ عبدالربؒ دہلی/کریم بخش عفی عنہ، مدرس مدرسہ عبدالرب/حبیب المرسلین عفی عنہ دہلی/محمد عبداللطیف سیفی عفا اللہ عنہ، مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی/محمد عبدالرحمٰن مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی/سلطان محمود غفرلہ، مدرس مدرسہ فتحپوری/بندہ احمد سعید غفرلہ واعظ دہلوی/محمد میاں عفی عنہ، مدرس مدرسہ حسین بخش دہلی/محمد کرامت اللہ عفا اللہ عنہ دہلی/محمد عبدالرحیم، مہتمم مدرسہ رحیمیہ دہلی

بعد حمد وصلوۃ کے معلوم ہو کہ وقت سخت مصیبت کے قنوت کا پڑھنا ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور خلفائے راشدین سے پایا گیا ہے،(۳) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محاربۂ مسیلمہ کذاب میں دعائے قنوت پڑھی ہے، اسی طرح حضرت عمر فاروق،(۴) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہوا، چناں چہ ماہرین اخبار پر مخفی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ السید ابوالحسن عفی عنہ (کفایت المفتی: ۴۴۴/۳-۴۴۹)

---

(۱) عن أنس بن مالک سئل هل قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى صلاة الصبح؟ قال: نعم، فقيل له: قبل الركوع أو بعده؟ قال: بعد الركوع. (سنن النسائی، باب القنوت فی صلاة الصبح: ۱۲۱/۱، انیس)

(۲) عن أنس بن مالک أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قنت شهراً ثم تركه. (سنن أبی داؤد، باب القنوت فی الصلاة: ۲۰٤/۱، انیس)

(۳) عن أنس بن ما لک هل سئل ... (سنن النسائی، باب القنوت فی صلاة الصبح: ۱۲۱/۱، انیس)

(۴) عن أبی رافع قال: صليت خلف عمر بن الخطاب صلاة الصبح، فقرأ الأحزاب، فسمعت قنوته وأنا فى آخر الصفوف. (شرح معانی الآثار، باب القنوت فی صلاة الفجر: ۱۷۷/۱، انیس)

☆ قنوت نازلہ پر اشکال اور اس کا جواب:

سوال: محبت نامہ بجواب عریضہ حقیر آیا۔

مولانا! اپنی تحریر میں آنجناب نے تحریر فرمایا ہے کہ جیسا کہ میرے لیے علامہ عینی وصاحب بحر و مراقی الفلاح کی عبارت دلیل ہے، الخ۔ عینی شرح ہدایہ میرے پاس موجود نہیں ہے، ورنہ اس کو بھی غور سے مطالعہ کر کے عرض کرتا، صاحب بحر نے اس مسئلے کو شرح النقایہ سے لیا ہے اور شارح نقایہ اور صاحب مراقی الفلاح نے غایہ سے نقل کیا ہے اور دونوں نے نقل میں لفظ صلوٰۃ الجھر لکھا ہے اور صاحب اشباہ نے جو غایہ سے نقل کیا ہے، اس میں لفظ صلاۃ الفجر لکھا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غایہ کے بعض نسخ میں صلوٰۃ الفجر ہے ==

فرض نماز میں دفع وبا کے لیے دعا:

سوال: مرض وبا کے دنوں میں فرائض کی جماعت، یا خاص مغرب اور فجر کی جماعت میں اخیر رکعت میں رکوع

== اور بعض دیگر میں صلوٰۃ الجہر ہے اور علامہ ابوسعود نے ملا مسکین کے حاشیے میں شرح النقایہ سے جو عبارت نقل کی ہے، اس میں لفظ صلوٰۃ الفجر ہے۔ ان کی عبارت بعینہ یہ ہے:

وفی شرح النقاية عن الغاية وإن نزل بالمسلمين نازلة قنت الإمام فی صلاة الفجر، آه. (باب الوتر والنوافل: ۲۵۲/۱، ط: سعيد)

جس سے یہ معلوم ہوا کہ شرح النقایہ کے بعض نسخ میں صلوٰۃ الجہر ہے اور بعض دیگر میں صلاۃ الفجر ہے، ان دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہوسکتا ہے؛ مگر کوئی بھی صلوٰۃ الجہر والے نسخہ کی صحت کی تصریح نہیں کرتا، نہ اشارہ اس کی صحت کو بیان کرتا ہے، بخلاف صلاۃ الفجر والے نسخہ کے کہ اس کو علامہ شامی نے صحیح مانا ہے اور اس کی تائید میں علامہ حلبی کی عبارت شرح منیہ سے نقل کی، پس حقیقت میں تخصیص بالفجر پر غایہ کے ایک نسخہ صلوٰۃ الفجر والے سے استدلال ہے اور علامہ حلبی کی عبارت اس نسخہ کی صحت کی مؤید ہے، اسی وجہ سے بعد اس کے تصریح کر دی کہ!

وهو صريح فی أن قنوت النازلة عندنا مختص لصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية، آه. (ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی القنوت للنازلة: ۱۱/۲، ط: سعيد)

اور اسی طور سے علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ میں پہلے بحر اور مراقی الفلاح کی عبارت نقل کر کے یہ لکھا:

والذی فی أبی السعود عن الشرح المذكور إن نزل بالمسلمين نازلة قنت الإمام فی صلاة الفجر، آه. (باب الوتر والنوافل: ۲۸۳/۱، ط: دارالمعرفة للطباعة والنشر بيروت لبنان)

جس سے مقصود بیان مخالفت منقول عنہا تھا، پھر ان دونسخوں میں سے صلوٰۃ الفجر والے نسخہ کی صحت وترجیح کے لیے عبارت امام طحاوی سے اسی کو متبادر لکھ کر دونوں نسخوں کی موافقت کے لیے یہ تحریر کر دیا کہ!

والذی يظهر لی أن قوله فی البحر وإن نزل بالمسلمين نازلة قنت الإمام فی صلاة الجهر تحريف من النساخ وصوابه الفجر، آه. (باب الوتر والنوافل: ۲۸۳/۱، ط: دارالمعرفة بيروت لبنان)

اس سے صاف واضح ہوگیا کہ احتمال تحریف صرف موافقت نسخ کے لیے ہے، نہ یہ کہ احتمال تحریف تخصیص بالفجر پر دلیل؛ بلکہ تحریف محتمل نہیں ہے؛ کیوں کہ علامہ شامی نے بحر کے حاشیے میں بعد نقل عبارت حلبی یہ نص فرمایا کہ!

ومقتضى هٰذا أن القنوت لنازلة خاص بالفجر.

اس کے بعد یہ لکھا کہ!

ويخالفه ماذكره المؤلف معزيا إلى الغاية من قوله فی صلاة الجهر ولعله محرف عن الفجر وقد وجدته بهٰذا اللفظ فی حواشی مسكين وكذا فی الأشباه وكذا فی شرح الشيخ إسمٰعيل لكنه عزاه إلٰی غاية البيان، إلخ. (باب الوتر والنوافل: ۴۷/۲، ط: دارالمعرفة بيروت لبنان)

اور طحطاوی نے تخصیص بالفجر پر بطور دلیل کے علامہ حلبی کی عبارت کو نقل کر کے یہ فرمایا کہ!

فهٰذا صريح فی تخصيص القنوت للنوازل بالفجر، آه. (حاشية الطحطاوی على الدرالمختار، باب الوتر والنوافل: ۲۸۳/۱، ط: بيروت) ==

کے بعد امام چند دعائیں رفع وبا کے لیے پڑھتا ہے اور جملہ مقتدی بآواز بلند آمین کہتے ہیں۔ ایسا عمل کرنا فرض جماعت میں شرعاً جائز ہے، یا نہیں؟

== اورآنجناب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صلوات جہریہ میں قنوت نازلہ کا جواز علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں اور سید طحطاوی نے مراقی الفلاح میں نقل فرمایا ہے، الخ۔ مولانا! طحطاوی میں مجھے نہیں ملا؛ بلکہ علامہ طحطاوی نے شرح مراقی الفلاح میں جو عبارت شرح النقایہ کی نقل کی ہے، اس میں صلوٰۃ الفجر لکھا ہے اور مراقی الفلاح کے قول وهو مذهبنا وعليه الجمهور پر یہ تصریح فرمائی ہے:

أى القنوت للحادثة وإن خصصناه بالفجر لفعله صلى الله عليه وسلم وعممه الجمهور فى كل الصلوات، آه. (باب الوتر، ص: ۲۲۷، ط: مصر)

جس سے صاف معلوم ہوا کہ احناف رحمہم اللہ کے نزدیک قنوت نازلہ نماز فجر میں مخصوص ہے۔

خلاصہ یہ کہ علامہ طحطاویؒ اور شامیؒ نے تائید، یا اثبات میں علامہ حلبی کی عبارت کو تحریر فرمایا اور لفظ ”كأنهم، إلخ“ کو صرف احتمال کے طور پر حمل نہیں کیا؛ بلکہ خود علامہ حلبیؒ نے شرح منیہ صغیری میں یہ تحریر فرمایا ہے:

ويجوز عندنا إن وقعت فتنة أو بلية أن يقنت فى الفجر، قاله الطحاوى.

پس عبارت بحر و مراقی الفلاح جو غایہ سے نقل کر کے صلوٰۃ جہریہ کے قائل ہوئے ہیں، بسبب اختلاف نسخ کے مفید تعمیم صلوٰۃ جہریہ کی نہیں ہوئی؛ تاکہ دلیل ہو سکے، گو وہ عبارت قبل ترجیح کے مفید تخصیص بالفجر کو بھی نہیں اور تخصیص بالفجر کے لیے امام طحاوی رحمہ اللہ کا قول بلا کسی معارض و مخالف کے دلیل ہے، جیسا کہ اس کو صغیری میں کہا: قاله الطحاوى اور کبیری میں اس کی وجہ سے احتمال نسخ کو ذکر کیا، علاوہ ازیں آں جناب بھی تخصیص صلوات جہریہ کے بہ سبب روایات احناف کے قائل ہیں، پس مسلم شریف کی حدیث کا جس میں لفظ ”انه قنت فى صلاة الظهر“ ہے، احناف کی طرف سے کیا جواب ارشاد فرمائیں گے؟ پس ”كانهم، الخ“ کا احتمال ہونا تخصیص بالفجر کے لیے مضر نہیں ہے، جیسا کہ آنجناب کے نزدیک تخصیص بصلوٰۃ الجہر کے لیے مضر نہیں۔ علاوہ ازیں مسلم ہے کہ علامہ حلبی نے اس کو بطور احتمالی کے بیان کیا ہے؛ مگر علامہ نوح آفندی نے جزماً و قطعاً بیان کیا ہے، جیسا کہ علامہ شامی نے حواشی بحر میں ”تحت قوله: ولهما أنه منسوخ“ کے لکھا ہے:

قال العلامة نوح آفندى: هذا على اطلاقه مسلم فى غير النوازل وأما عند النوازل فى القنوت فى الفجر فينبغى أن يتابعة عند الكل؛ لأن القنوت فيها عند النوازل ليس بمنسوخ علىٰ ما هو التحقيق كما مر وأما فى القنوت فى غير الفجر عند النوازل كما هو مذهب الشافعى فلا يتابعه عند الكل فإن القنوت فى غير الفجر منسوخ عندنا اتفاقا، آه. (منحة الخالق، باب الوتر والنوافل: ۴۸/۲، ط: دار المعرفة للطباعه والنشر بيروت) والسلام

(مشتاق احمد عفا عنہ الصمد بقلم خود، مورخہ ۲۳/رجب ۱۳۴۰ھ، مدرسہ دار العلوم مسجد رنگیان کانپور)

الجواب

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ نامۂ سامی کئی روز ہوئے کہ موصول ہوا تھا، بندہ مدرسے کے طلبہ کے امتحان میں مشغول تھا؛ اس لیے جواب نہ لکھ سکا۔ صاحب بحر نے شرح نقایہ سے اور مراقی الفلاح میں غایہ سے صلوٰۃ الجہر نقل کیا ہے، علامہ شامی نے حواشی بحر میں شرح شیخ اسمٰعیل کے حوالے سے بنایہ شرح ہدایہ للعینی سے نقل کیا ہے:

إذا وقعت نازلة قنت الإمام فى الصلاة الجهرية وقال الطحاوى: لايقنت عندنا فى صلاة الفجر فى غير بلية أما إذا وقعت فلابأس به، آه. (منحة الخالق، باب الوتر والنوافل: ۴۸/۲، ط: دار المعرفة للطباعه والنشر، بيروت) ==

الجواب

شامی میں ہے کہ کسی حادثہ کے وقت صبح کی نماز میں رکوع سے اٹھ کر امام کو دعاء قنوت پڑھنا درست ہے، سوائے صبح کے اور نمازوں میں حنفیہ کا مذہب نہیں ہے، یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور یہ بھی شامی میں ہے:

"ولاشک أن الطاعون من أشد النوازل". (۱)

اس لیے طاعون کے وقت بھی دعاء قنوت صبح کی نماز میں رکوع کے بعد پڑھنا درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۹۳/۴)

قنوت نازلہ برائے جنگ طرابلس:

سوال: کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ موجودہ جنگ طرابلس کے متعلق جو مسلمان اور نصاریٰ میں قائم ہے، اگر مسلمانوں کی نصرت اور نصاری کی ہزیمت کے لیے ہندوستان، یا برما میں دعائے قنوت پڑھی جاوے تو حنفی مذہب میں مکروہ ہے، یا نہیں؟ اگر مقتدیوں کی ناواقفیت کی وجہ سے امام قنوت کو کسی قدر جہر سے ہاتھ اٹھا کر پڑھے اور حنفی مقتدی خفیہ آمین کہیں تو یہ حنفی مذہب میں مکروہ ہے، یا نہیں؟ کیا نازلہ جنگ وغیرہ میں جو دعاء قنوت پڑھی جاتی، اس کے لیے شرط ہے کہ خاص خلیفہ، یا سلطان پڑھے، یا جہاں جنگ قائم ہو، وہیں پڑھی جاوے اور دور دور مقامات میں دیگر ائمہ نہ پڑھیں۔ حاشیہ شامی، البحر الرائق، کبیری وفتح القدیر ملاحظہ فرما کے اس کا جواب تحریر فرمایا جائے۔ فقط

== اورظاہر ہے کہ بنایہ کی عبارت میں لفظ "فی الصلاة الجهرية" میں "صلاة الفجر" سے تحریف ہونے کا احتمال نہایت بعید ہے؛ اسی لیے علامہ شامی نے اس کے بعد فرمایا:

ولعل فی المسئلة قولین فليراجع. (منحة الخالق، باب الوتر والنوافل: ٤٨/٢، ط، دارالمعرفة للطباعه والنشر بيروت)

سید طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں "قنت الامام فی صلاة الجهر" پر لکھا ہے:

الـذی فی البحر عن الشمنی فی شرح النقاية معزيا للغاية إذا نزل بالمسلمين نازلة قنت فی صلاة الفجر، آه. (باب الوتر، ص: ٢٢٦، ط: مصر)

حالانکہ بحر کے موجودہ مطبوعہ نسخہ میں لفظ "صلاة الجهر" ہے، نہ کہ "صلاة الفجر"، پس میرا خیال اب تک یہی ہے کہ حنفیہ کے یہاں صلوٰۃ الجہر کی روایت بھی ہے اور صلوٰۃ الفجر کی بھی اور صلوٰۃ الجہر کی روایت چوں کہ موجہ بالا احادیث ہے؛ اس لیئے اس پر عمل کرنے میں حنفیت کی رو سے بھی مضائقہ نہیں۔ رہا یہ کہ سری نمازوں کے لیے بھی قنوت کی روایتیں حدیث کی موجود ہیں تو میں حنفیت کے لحاظ سے ان پر عمل کی رائے نہیں رکھتا، اگر چہ قطعا اس کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا؛ کیوں کہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور علامہ نوح آفندی، یا مثل ان کے دیگر متاخرین کی تصریح بالنسخ کو اس اختلاف نقل کی صورت میں ناکافی سمجھتا ہوں، تاوقتیکہ یہ متقدمین سے تصریح نقل نہ فرمائیں، امام طحاوی کی عبارت بھی تخصیص بالفجر میں صریح نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۴۴۹/۳-۴۵۲)

(۱) رد المحتار، باب الوتر، مطلب فی القنوت للنازلة: ٦٢٨/١، ظفير

الجواب

قنوت نازلہ عندالحنفیہ جائز ہے، مکروہ نہیں ہے،(۱) اور شامی میں ہے کہ امام اگر جہراً قنوت پڑھے تو مقتدی آمین کہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی امام کا اتباع کرے، باقی امام اگر حنفی ہے تو اپنے قاعدہ کے موافق مخفی پڑھے؛ لیکن اگر امام نے بسبب مقتدیوں کی ناواقفیت کے جہر کیا اور مقتدیوں نے آمین کہی تو کراہت نہیں ہے۔ خلیفہ، یا سلطان کا قنوت پڑھنا نازلہ کے وقت شرط نہیں ہے۔ (هذا كله فى الدر المختار والشامي: ۶۲۸/۱)(۲)(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۹۳/۴-۱۹۴)

جنگ اٹلی کے موقع سے قنوت نازلہ:

سوال: فی الحال نصاریٰ واٹلی اور مسلمانوں میں جو جنگ ہو رہی ہے، اس موقعہ پر قنوت نازلہ کا پانچوں نمازوں میں بعد رکوع رکعت اخیرہ عندالاحناف پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

کلام فقہاء عظام رحمہم اللہ اس بارے میں مختلف ہے۔

''ولايقنت لغيره إلا لنازلة فيقنت الإمام فى الجهرية وقيل فى الكل''.

شامی میں ہے:

''وأما القنوت فى الصلوات كلها للنوازل فلم يقل به أحد إلا الشافعي،وفيه تحت قوله فى الكل، إلخ، قد علمت أن هذا لم يقل به إلا الشافعي وعزا فى البحر إلىٰ جمهور أهل الحديث فكان ينبغي عزوه إليهم لئلا يوهم أنه قول المذهب،وفيه أيضاً:إذا وقعت نازلة قنت الإمام فى الصلوٰة الجهرية، لكن فى الأشباه عن الغاية:قنت فى صلاة الفجر،ويؤيده ما فى شرح المنية''.(ردالمحتار: ۶۲۸/۱)

پس معلوم ہوا کہ عندالحنفیہ صرف صلوٰۃ فجر میں نازلہ کے وقت قنوت پڑھے، لاغیر۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۹۴/۴)

---

(۱) عن أبى هريرة قال: والله لأقربن بكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فكان أبوهريرة يقنت فى الركعة الآخرة من صلاة الظهر وصلاة العشاء الآخرة وصلاة الصبح فيدعو للمؤمنين ويلعن الكافرين.(أبوداؤد،باب القنوت فى الصلوات: ۲۰۳/۱،انیس)

(۲) دیکھئے:رد المحتار،باب الوتر،مطلب فى القنوت للنازلة: ۶۲۸/۱،ظفیر

(۳) وقد صرح به الشامي حيث قال:وهو صريح فى أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية والسرية،إلخ.

قنوت نازلہ بعد رکوع پڑھے، قبل رکوع نہ پڑھے۔

قال فى الشامي:وأنه يقنت بعد الركوع لاقبله بدليل أن ما استدل به الشافعي علىٰ قنوت الفجر،وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علمائنا على القنوت للنازلة،إلخ.(ردالمحتار،باب الوتر: ۶۲۸/۱) ==

قنوت نازلہ کا طریقہ اور دعائے قنوت:

سوال: آج کل جوروح فرسا مصائب مسلمانوں پر آرہے ہیں، ان کے دفعیہ کے لیے نماز میں قنوت نازلہ پڑھنی جائز ہے، یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اس کا طریقہ اور دعائے قنوت بھی تحریر فرمادیں؟

(المستفتی: محمد عبدالرؤف جگن پوری متعلم مدرسہ امینیہ سنہری مسجد دہلی، ۲۴ر جمادی الاخری ۱۳۳۸ء)

الجواب

اس وقت کہ دنیا کی واحد اسلامی سلطنت کو جڑ سے اکھیڑ دینے اور صدیوں کی قائم شدہ اسلامی حکومت کو سرزمین یورپ سے مٹادینے کی تجویزیں ہورہی ہیں، یورپ کی خودغرض اور متعصب مسیحی حکومتیں جلالت مآب خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم کو مستقر خلافت (قسطنطنیہ) سے نکال دینے اور خلافت اسلامیہ کا اقتدار مٹادینے کی کوششیں کررہی ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مسیحی پادری اور بشپ مذہبی تعصب سے دیوانے ہوکر عیسائی آبادی کو خلیفۃ المسلمین کے خلاف بھڑکا رہے ہیں، انصاف اور انسانیت اور آزادی اور سچائی کا خون کرنے پر آمادہ ہیں تو ظاہر ہے کہ اسلامی سلطنت اور خلافت اسلامیہ کی وقعت اور اسلام اور اہل اسلام کی عزت کا خداتعالیٰ ہی محافظ ہے، یہ وقت مسلمانوں کے لیے شدید ترین مصیبت کا وقت ہے، ہر شخص جس کے سینے میں منصف دل ہے اور دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے، خون کے آنسو روتا ہے، عورتیں اور بچے تک بے قرار ہیں، نہ صرف ہندوستان؛ بلکہ تمام عالم کے مسلمانوں میں ایک تلاطم برپا ہے؛ اس لیے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس موقع کی نزاکت اور اہمیت کو پورے طور سے سمجھیں اور آپس کے بغض اور کینوں، حسد اور مناقشوں، غیبتوں اور عیب جوئیوں کو قطعاً ترک کردیں، باہمی اختلافات کو بھول جائیں اور اپنے فرض کو محسوس کریں، خداتعالیٰ اور اس کے رسول کی رضامندی حاصل کرنے اور اسلام کی مدد کرنے کے لیے تیار ہوجائیں اور حقیقی شہنشاہ رب العالمین احکم الحاکمین کی مقدس بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں اور سچے دل سے روکر گڑگڑا کر مقامات مقدسہ اور جزیزۃ العرب کے غیر مسلموں سے پاک رہنے اور خلافت اسلامیہ کے اقتدار اور اسلامی سلطنت کی عزت قائم رہنے کی دعا مانگیں، جہری نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قومے میں قنوت نازلہ پڑھیں، (۱) امام زور سے قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے جائیں، ہاتھ باندھے رکھیں، قنوت نازلہ کے الفاظ یہ ہیں:

== عن أنس بن مالک سئل هل قنت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی صلوٰة الصبح قال نعم فقیل له قبل الرکوع أوبعده قال بعد الرکوع. (سنن النسائی، باب القنوت فی صلاة الصبح: ۱۲۱/۱، انیس)

(۱) إذا وقعت نازلة قنت الإمام فی الصلاة الجهرية... والذی یظهر لی أن المقتدی یتابع إمامه إلا إذا جهر فیؤمن وأنه یقنت بعد الرکوع، لا قبله. (ردالمحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فی قنوت النازلة: ۱۱/۲، ط: سعید)

"اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت وعافنا فیمن عافیت وتولنا فیمن تولیت وبارک لنافیما أعطیت وقنا شر ما قضیت إنک تقضی ولایقضٰی علیک وأنه لایذل من والیت ولایعزمن عادیت تبارکت ربنا وتعالیت ونستغفرک ونتوب إلیک وصلی اللّٰه علی النبی الکریم،اللّٰھم اغفرلنا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات وألف بین قلوبھم وأصلح ذات بینھم وانصرنا علٰی عدوک وعدوھم، اللّٰھم العن الکفرة الذین یصدون عن سبیلک ویکذبون رسلک ویقاتلون أولیائک، اللّٰھم خالف بین کلمتھم وزلزل أقدامھم وأنزل بھم باسک الذی لاترده عن القوم المجرمین". (الحلبی الکبیر،صلاة الوتر،ص:۴۱۷-۴۱۸،ط،سھیل اکادمی لاھور)

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی، ۲۴؍جمادی الاخریٰ ۱۳۳۸ھ-(کفایت المفتی:۳؍۴۴۱-۴۴۳)

جواب دیگر:

حوادث اور مصائب کے پیش آنے پر حنفیہ نے بھی فرائض میں قنوت پڑھنے کو مسنون کہا ہے،(۱) اور اس مصیبت سے بڑھ کر مسلمانوں پر اور کیا آفت ہوگی، جو آج کل جنگ بلقان سے پیش آرہی ہے۔تمام مسلمان خدائے پاک کی جناب میں گریہ وزاری کریں اور فجر کی نماز میں اخیر رکعت کے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھیں،(۲) اور اپنے اسلامی بھائیوں کی عزت ووقار کے ساتھ اس مصیبت سے نجات پانے کی دعا مانگیں اور جہاں تک ممکن ہو مجروحین ویتامیٰ اور بیواؤں کی امدادواعانت کے لیے چندہ بھیجیں۔طریقۂ قنوت کا یہ ہے کہ امام دوسری رکعت کے رکوع کے بعد قومے میں یہ دعا پڑھے:

"اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت وعافنا فیمن عافیت وتولنا فیمن تولیت وبارک لنافیما أعطیت وقنا شر ما قضیت إنک تقضی ولایقضٰی علیک وأنه لایذل من والیت ولایعزمن عادیت تبارکت ربنا وتعالیت ونستغفرک ونتوب إلیک وصلی اللّٰه علی النبی الکریم،اللّٰھم اغفرلنا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات وألف بین قلوبھم وأصلح ذات بینھم وانصرنا علٰی عدوک وعدوھم، اللّٰھم العن الکفرة الذین یصدون عن سبیلک ویکذبون رسلک ویقاتلون أولیائک، اللّٰھم خالف بین کلمتھم وزلزل أقدامھم وأنزل بھم باسک الذی لاترده عن القوم المجرمین". (الحلبی الکبیر،صلاة الوتر،ص:۴۱۷-۴۱۸)

---

(۱)　قال الشامی:"والنازلة الشدیدة من شدائد الدھر ولا شک أن الطاعون من أشد النوازل.(رد المحتار،باب الوتروالنوافل،مطلب فی قنوت النازلة:۲/۱۱،ط:سعید)

(۲)　عن أنس بن مالک قنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه وسلم شھراً بعد الرکوع فی صلاة الصبح یدعو رعل وذکوان.(الصحیح لمسلم،باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات:۱/۲۳۷،انیس)

اگر مقتدیوں کو یاد ہو تو بہتر ہے کہ امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ پڑھیں اور مقتدی نہ پڑھ سکیں تو بہتر ہے کہ امام زور سے یہ دعا پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ آمین کہتے رہیں، امام اور مقتدی دونوں ہاتھ باندھے رہیں۔(۱)

کتبہ: محمد کفایت اللہ عفا اللہ عنہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح: ضمیر الدین احمد ؍ الجواب صواب: بندہ محمد قاسم عفی عنہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ؍ الجواب صحیح: بندہ ضیاء الحق عفی عنہ ؍ الجواب صحیح: انظار حسین عفی عنہ، مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (مہر) ؍ یقال لہ ابراہیم (مہر) ؍ ابومحمد عبدالحق (مہر) ؍ محمد سیف الرحمٰن ؍ الجواب صحیح: محمد عبدالرشید، مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی (مہر) ؍ ابوالحسن سید محمد تلطف حسین ؍ الجواب صحیح: محمد کرامت اللہ عفی عنہ (مہر) ؍ عبدالجبار عمرپوری (مہر) ؍ سید محمد عبدالسلام عفی عنہ (کفایت المفتی: ۳؍۴۴۳)

قنوت نازلہ تمام نمازوں میں اور دعا ہاتھ اٹھا کر:

سوال: ایک مولوی صاحب اہل حدیث نماز پنجگانہ فرائض کی رکعت اخیرہ میں بعد رکوع ہاتھ اٹھا کر امام دعا پڑھتا ہے اور مقتدی بھی ہاتھ اٹھا کر بطریق دعا آمین کہتے ہیں۔کیا یہ دعا اس طریق سے پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

ایسا بھی ثابت ہے، لہٰذا اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور حنفیہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے،(۲) اگرچہ زیادہ تر روایات صبح کی نماز میں ہیں۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴؍۱۹۹)

---

(۱) لما رواه الإمام أبو حنيفة عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنه؛لأن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم لم يقنت فی الفجر قط إلا شهر واحدًا لم ير قبل ذلک،ولا بعده،وإنما قنت شهرًا يدعوا علٰی قوم من العرب،ثم تركه.(شرح معانی الآثار،باب القنوت فی صلاة الفجر: ۱/ ۱۷۵،انيس)(البحر الرائق،باب الوتر: ۴۷/۳،ط:دارالمعرفة،بيروت لبنان)

(إنما لا يقنت عندنا فی صلاة الفجر من غير بلية فإن وقعت فتنه أو بلية لابأس به،فعله رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه و سلم إلخ أن المقتدی يتابع إمامه الا إذا جهر فيؤ من وأنه يقنت بعد الركوع،لا قبله إلخ.(رد المحتار،باب الوتر و النوافل،مطلب فی قنوت النازلة: ۱۱/۲،ط:سعيد)

(۲) "ولا يقنت لغيره إلا لنازلة فيقنت الإمام فی الجهرية".(الدرالمختارعلٰی هامش ردالمحتار،باب الوتر والنوافل: ۶۲۸/۱،ظفير)

(۳) وهو صريح فی أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية.(ردالمحتار،باب الوتر والنوافل: ۶۲۸/۱،ظفير)

عن أبی هريرة قال: لما رفع رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم رأسه من الركعة الثانية من صلاة الصبح قال: اللّٰهم انج الوليد بن الوليد وسلمة بن هشام وعياش بن أبی ربيعة والمستضعفين بمكة اللهم اشدد وطأتک علی مضر واجعلها عليهم سنين كسنی يوسف.(سنن النسائی،باب القنوت فی صلاة الصبح: ۱۲۱/۱،رقم الحديث: ۱۰۷۳/ وسنن أبی داؤد،باب القنوت فی الصلوات: ۲۰۴/۱،رقم الحديث: ۱۴۴۲،انيس

کیا قنوت نازلہ نمازِ فجر میں درست ہے:

سوال: عندالاحناف نمازِ فجر میں کس وقت میں ہاتھ اٹھا کر "دعائے قنوت"، یا "اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم"، یا اور کوئی دعا پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟ اگر کوئی حنفی جس کو فقہ کا علم نہ ہو، یا ہو، وہ امام شافعی، یا امام احمد، یا امام مالک رحمہم اللہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے تو وہ حنفی پختہ ہو سکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

حنفیوں کے نزدیک بوقت نزول حادثہ کے صرف صبح کی نماز میں بعد رکوع کے دوسری رکعت میں بلا ہاتھ اٹھائے دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے، (۱) اور باقی نمازوں میں جائز نہیں، اور بلا نزول حادثہ کے کسی نماز میں کسی وقت جائز نہیں۔

شامی میں ہے:

"قال الحافظ أبو جعفر الطحاوی: إنما لا يقنت عندنا فی صلاة الفجر من غير بلية فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به، فعله رسول الله صلی الله عليه وسلم". (۲)

اور اس کے بعد شامی میں ہے:

"إن قنوت النازلة عندنا مختصٌ بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية". (۳)

اور پھر اسی میں ہے:

"وإنه يقنت بعد الركوع لا قبله". (۴)

ائمہ اربعہ اپنے اپنے مذہب میں سب حق پر ہیں اور ان کا اختلاف از قبیلہ "**اختلاف أمتی رحمة**" ہے، اس واسطے کسی مقلد کو جائز نہیں کہ کسی امام کو بنظر حقارت دیکھے؛ بلکہ مقلد کو چاہیے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کو صواب محتمل خطا سمجھے اور دوسرے امام کے مذہب کو غلط محتمل صواب سمجھے۔

درمختار میں ہے:

فيها لو إذا سئلنا عن مذهبنا ومذهب مخالفنا قلنا وجوباً: "مذهبنا صواب يحتمل الخطاء ومذهب مخالفنا خطاء يحتمل الصواب". (۵) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیو بند: ۱۸۹/۴-۱۹۰)

---

(۱) عن أبی هريرة قال: لما رفع رسول الله صلی الله عليه وسلم رأسه من الركعة الثانية من صلاة الصبح قال: اللّٰهم انج الوليد بن الوليد وسلمة بن هشام وعياش بن أبی ربيعة والمستضعفين بمكة اللهم اشدد وطأتک علی مضر واجعلها عليهم سنين كسنی يوسف. (سنن النسائی، باب القنوت فی صلاة الصبح: ۱۲۱/۱، رقم الحديث: ۱۰۷۳/وسنن أبی داؤد، باب القنوت فی الصلوات: ۲۰۴/۱، رقم الحديث: ۱۴۴۲، انيس)

(۲،۳،۴) رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ۶۲۸/۱، ظفير

(۵) مقدمة الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۴۵/۱، ظفير

نمازِ فجر میں دعاءِ قنوت پڑھنے کا حکم:

سوال: موجودہ زمانہ میں نمازِ فجر میں دعاءِ قنوت پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

جائز ہے۔(۱) واللہ اعلم؛ بلکہ ایک قول پر مستحب ہے۔ فافہم

۳/ رمضان ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام: ۲/ ۲۰۴)

فجر میں دعاءِ قنوت:

سوال: ہمارے شہر کی تقریبا تمام مساجد میں فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد قومہ میں ایک طویل دعا باآواز بلند پڑھی جارہی ہے، جس کو تمام مقتدی حضرات خاموش کھڑے سنتے ہیں، پھر باقی نماز مکمل کی جاتی ہے۔ کیا اس طرح دعاءِ قنوت پڑھنے کی اجازت ہے اور ایسی صورت میں ہماری فرض نماز ادا ہو جائے گی؟ (شیخ یوسف علی، جگتیال)

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازِ فجر میں ہمیشہ دعاءِ قنوت پڑھنا ثابت نہیں، یہی حنفیہ اور اکثر فقہاء کی رائے ہے؛(۲) لیکن مسلمان جب کسی بڑی ابتلاء سے دوچار ہوں تو ایسے موقعوں پر چند دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فجر میں خصوصی طور پر دعاءِ قنوت پڑھنا ثابت ہے،(۳) اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ پس اس کا معمول نہ بنایا جائے، البتہ مسلمانوں کے غیر معمولی طور پر مصیبت میں مبتلا ہونے کے وقت یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/ ۳۳۵-۳۳۶)

عند الاحناف قنوت نازلہ رکوع کے بعد ہے اور صرف نمازِ فجر میں:

سوال: قنوت نازلہ قبل رکوع پڑھنی چاہیے، یا بعد رکوع؟ اور کن کن نمازوں میں اور ہاتھ باندھ کر، یا کھول کر، یا

(۱) أن أنس بن مالک سئل هل قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى صلاة الصبح. (سنن النسائى، باب القنوت فى صلاة الصبح: ۱/ ۱۲۱، انيس)

(۲) (ولا يقنت لغيره) إلا لنازلة فيقنت الإمام في الجهرية. (الدر المختار على رد المحتار: ۲/ ٤٤٨)

(۳) چناں چہ جب قبائل رعل، ذکوان، عُصیہ اور بنی لحیان والوں نے ستر قراء انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر میں ایک مہینہ تک ان کے خلاف قنوت نازلہ کا اہتمام فرمایا:

”أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قنت شهرًا في صلاة الصبح يدعوا على أحياء من أحياء العرب على رعل و ذكوان وعصية وبنى لحيان“ (دیکھئے: صحيح البخاري، رقم الحديث: ٤٠٩٠، باب غزوة الرجيع ورعل و ذكوان وبئر معونة، كتاب المغازي)

اٹھا کر؟ اور احناف کے یہاں قنوت وتر قبل رکوع پڑھی جاتی ہے، کیا قنوت نازلہ کا حکم اس سے علاحدہ ہے؟ کس دلیل سے؟ اور احناف کے یہاں جو قاعدہ ہے کہ ہر ذکر طویل مسنونہ اس میں ہاتھ باندھنا، اس کا کیا ماخذ ہے؟ جو ہاتھ باندھنا تکبیر تحریمہ کے بعد ثابت ہے، وہ رکوع سے جاتے وقت ختم ہوجاتا ہے، اب بعد رکوع کھڑا ہونا جدید ہے، اس میں ارسال اور اعتماد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، یا آثارِ صحابہ سے ثابت ہے، یا نہیں؟ اور امام ابو یوسفؒ کا یہ فعل کہ وہ قنوت ہاتھ اٹھا کر پڑھتے تھے اور صاحب فتح القدیر نے جو ایک روایت بسند ابی ہریرہؓ بیان کی ہے:

''کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا رفع رأسه من الركوع من صلاة الصبح في الركعة الثانية يرفع يديه فيدعو بهذا الدعاء ''اللّٰهم اهدني فيمن هديت، الخ''.

کیا اس حدیث کی وجہ سے ابو یوسفؒ کے فعل کو قوت ہے، یا نہیں؟ اور احناف کا مفتی بہ قول کیا ہے؟

الجواب

قنوت نازلہ بعد الرکوع ہے اور حنفیہ نے صرف نماز صبح میں اس کو اختیار کیا ہے، (۱) اگرچہ بعض فقہا نے جملہ صلوٰۃ جہریہ میں بھی جائز رکھا ہے، (۲) اور کتب فقہ وحدیث سے واضح ہے کہ قنوت صبح جس کو حنفیہ نے نوازل میں غیر منسوخ مانا ہے وہ بعد الرکوع تھا، (۳) اور اس وقت ارسال اولیٰ معلوم ہوتا ہے۔ (۴)

(۱) عبيد الحسن قال: سمعت ابن معقل يقول: صليت خلف على رضى الله عنه الصبح، فقنت، قال أبو جعفر: فقد يجوز أن يكون علىٰ كان يرىٰ القنوت فى صلاة الفجر فى سائر الدهر. (شرح معانى الآثار، باب القنوت فى صلاة الفجر: ۱/ ۱۷۸، انيس)

(۲) قال الحافظ أبو جعفر الطحاوى: إنما لا يقنت عندنا فى صلوٰة الفجر من غير بلية فإن وقعت فتنة أو بلية فلا بأس به فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم وأما القنوت فى الصلوات كلها للنوازل فلم يقل به إلا الشافعى وهو صريح فى أن قنوت النازلة عندنا مختصٌ بصلاة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية والسرية، وفى شرح النقاية معزياً إلى الغاية: وإن نزل بالمسلمين نازلة قنت الإمام فى صلاة الجهر. (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فى القنوت للنازلة: ۱/ ۶۲۸)

وهو قول الثورى وأحمد وقال جمهور أهل الحديث: القنوت عند النوازل مشروع فى الصلوات كلها، إلخ. (البحر الرائق، باب الوتر والنوافل: ۲/ ۴۴، ظفير)

(۳) سئل أنس، أقنت النبى صلى الله عليه وسلم فى صلاة الفجر؟ قال: نعم، فقيل له، أو فقلت له: قبل الركوع أو بعده؟ قال: بعد الركوع يسيراً. (شرح معانى الآثار، باب القنوت فى صلوٰة الفجر: ۱/ ۱۷۴/ وصحيح البخارى، باب القنوت قبل الركوع أو بعده، أبواب الوتر: ۱/ ۱۳۶، انيس)

(۴) وهل القنوت هنا قبل الركوع أم بعده لم أره والذى يظهر لى أن المقتدى يتابع إمامه إلا إذا جهر فيؤمن وأنه يقنت بعد الركوع لا قبله بدليل أن ما استدل به الشافعى علىٰ قنوت الفجر، وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علمائنا على القنوت للنازلة، ثم رأيت الشرنبلالى فى مراقى الفلاح صرح بأنه بعده واستظهر الحموى أنه قبله والأظهر ما قلناه، والله أعلم. (رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فى القنوت للنازلة: ۱/ ۶۲۸، ظفير)

کیوں کہ رفع کا جواب صاحب فتح القدیر نے یہ دیا ہے امام ابو یوسفؒ کے استدلال کا کہ ہر دعا میں رفع ہونا یہ کلی نہیں ہے؛ بلکہ مخصوص ہے اس دعا کے ساتھ جو خارج عن الصلوٰۃ ہو۔﴿ولکل وجهة هو مولّيها﴾

پس زیادہ بحث کی اس میں ضرورت نہیں ہے، ہر ایک قول کی کچھ وجہ نکل سکتی ہے اور نقل روایات کی فرصت نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۹۰/۴-۱۹۲)

کس امام کے یہاں قنوت نازلہ فجر میں ہے:

سوال: آج کل فجر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا کس امام کا مذہب ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

ایسے حوادث کے وقت دعاء قنوت صبح کی نماز میں حنفیہ نے بھی جائز لکھی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱۹۵/۴)

قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں ہے، یا صرف فجر میں:

سوال: حنفیہ کے صحیح مذہب اور ارجح اقوال کے اعتبار سے قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے، یا تمام جہری نمازوں میں پڑھنا ضروری ہے؟ اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھے اور دوسری جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس سے جبراً باقی نمازوں میں پڑھوایا جاوے گا، یا نہ؟ قنوت نازلہ علاوہ فجر کے دیگر نمازوں میں منسوخ ہے، یا نہیں؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ کس وقت تک پڑھا ہے، جب تک وہ کام پورا ہوا، یا پہلے ہی ترک کر دیا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

راجح عندالحنفیہ یہ ہے کہ قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں ہے۔(۲) تمام جہری نمازوں میں اگرچہ بعض کتب سے

---

(۱) سئل أنس، أقنت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی صلاة الفجر؟ قال: نعم، فقیل له، أو فقلت له: قبل الرکوع أو بعده؟ قال: بعد الرکوع یسیراً. (شرح معانی الآثار، باب القنوت فی صلوٰة الفجر: ۱۷٤/۱/ وصحیح البخاری، باب القنوت قبل الرکوع أو بعده، أبواب الوتر: ۱۳٦/۱، انیس)

"ولا یقنت لغیره إلا لنازلة فیقنت الإمام فی الجهریة وقیل فی الکل". (الدر المختار)

وهو صریح فی أن قنوت النازلة عندنا مختصٌ بصلاة الفجر دون غیرها من الصلوات الجهریة والسریة. (رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ٦۲۸/۱، ظفیر)

لما رواه الإمام أبو حنیفة عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لم یقنت فی الفجر قط إلا شهرًا واحدًا لم یر قبل ذلک ولا بعده وإنما قنت شهرًا یدعو علیٰ قوم من العرب ثم ترکه. (البحر الرائق، باب الوتر والنوافل: ٤٤/۲، ظفیر)

(۲) عن أنس بن مالک أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قنت بعد الرکوع فی صلاة الفجر یدعو علیٰ نبی عصیة. (الصحیح لمسلم، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات: ۲۳۷/۱، انیس) ==

اس کی بھی اجازت معلوم ہوتی ہے۔(۱) بہر حال اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں دعاء قنوت نازلہ پڑھے اور دیگر جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو اس پر جبر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تمام جہری نمازوں میں پڑھے، کیوں کہ یہ عند الحنفیہ مختلف فیہ ہے۔ پس احوط اور معمول اکابر کا صرف نمازِ فجر میں ہے۔

كما فى الشامى بعد نقل كلام الإمام الطحاوى: وهو صريح فى أن قنوت النازلة عندنا مختص بصلوٰة الفجر دون غيرها من الصلوات الجهرية أو السرية، إلخ. (۲)

اور اس کی کچھ تحدید منقول نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ نے جو قنوت بوقت نوازل پڑھا، وہ کس وقت تک پڑھا۔ ظاہر یہ ہے کہ رفع نازلہ تک پڑھا ہوگا، جو کہ وجہ اس کی مشروعیت کی ہے، چناں چہ فقہا نے بھی اس کی کچھ تحدید نہ کی اور یہ فرمایا: "**ولا يقنت لغيره إلا لنازلة**". (الدر المختار)

ظاہراً لفظ "**إلا لنازلة**" سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت تک وہ نازلہ موجود ہو دعاء مذکور مشروع ہے اور حدیث انسؓ میں ہے: "**أن النبى صلى الله عليه وسلم قنت شهرًا ثم تركه**". (رواه أبو داؤد والنسائى) (۳)

ایک ماہ کے بعد ترک فرمانا یہ آپ کا، یا اس وجہ سے ہو کہ مقصد پورا ہوگیا اور دعا مقبول ہوگئی اور آثار بددعا ظاہر ہونے لگے، یا آپ کو حکم ہوگیا کہ اب ترک کردیجئے، اب ضرورت نہیں رہی۔ بہر حال اب مشروعیت اس کی تابقاء نازلہ عند الفقہاء مسلم ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۹۶/۴-۱۹۷)

قنوت نازلہ جمعہ میں درست ہے، یا نہیں:

سوال: وت نازلہ کا جمعہ میں پڑھنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب

بعض روایات کے موافق جن میں تمام جہری نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے کو جائز لکھا ہے، جمعہ کی نماز میں بھی درست ہے۔ (۴) (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۹۵/۴)

== عن أبى هريرة قال: لما رفع رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه من الركعة الثانية من صلاة الصبح قال: اللّٰهم... (سنن النسائى، باب القنوت فى صلاة الصبح: ۱۲۱/۱، انيس)

(۱) عن البراء قال: قنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى صل ـة الفجر والمغرب. (الصحيح لمسلم، باب استحباب القنوت فى جميع الصلوات: ۲۳۷/۱، انيس)

(۲) رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب فى القنوت للنازلة: ۶۲۸/۱، ظفير

(۳) مشكوٰة، باب القنوت، الفصل الثانى، ص: ۱۱٤، ظفير (سنن النسائى، باب اللعن فى القنوت: ۱۲۲/۱، انيس)

(۴) فيقنت الإمام فى الجهرية. (الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ۶۲۸/۱، ظفير)

قنوت نازلہ مغرب وعشا میں درست ہے، یا نہیں:

سوال: سنا ہے کہ دیوبند میں کوئی فتویٰ چھپا ہے، جس میں عشا کی اخیر رکعت میں دعا پڑھنا لکھا ہے۔

الجواب

یہاں سے جو فتویٰ چھپا ہے، اس میں صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کو لکھا ہے اور بعض نے عشا اور مغرب میں بھی جائز لکھا ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۹۲/۴)

قنوت نازلہ ہمیشہ پڑھنا:

سوال: ایک مسجد میں امام صبح کی نماز میں مداومت کے ساتھ قنوت نازلہ پڑھتا ہے اور حنفی ہونے کے باوجود ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے۔ کیا قنوت ہمیشہ پڑھنا جائز ہے؟ کیا حنفی امام کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ کیا بعض مقتدیوں کا ہاتھ چھوڑ کر پڑھنا جائز ہے؟ (المستفتی: مولوی محمد رفیق صاحب دہلوی)

الجواب

قنوت نازلہ کسی سخت مصیبت عامہ کے وقت پڑھی جاتی ہے، اگر امام کے نزدیک کوئی ایسی مصیبت عامہ باقی ہے تو وہ قنوت نازلہ پڑھ سکتا ہے، (۲) اور ہاتھ باندھنا اولیٰ ہے؛ تاہم اس سے جھگڑا کرنا اچھا نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی: ۴۳۹/۳)

کیا قنوت نازلہ اب نہیں پڑھ سکتے:

سوال: قنوت نازلہ جو حادثات کے مواقع پر پڑھی جاتی ہے اور آج کل بھی اکثر مساجد میں پڑھی جارہی ہے، زید کہتا ہے کہ قنوت نازلہ اب نہیں پڑھنی چاہیے؛ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھی، پھر اللہ پاک نے ﴿لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ﴾ (۳) آیت نازل فرما کر منع کردیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنی چھوڑ دی۔ ثبوت میں حضرت ابومالک اشجعی کی حدیث پیش کرتا ہے:

(۱) ”ولا یقنت لغیرہ إلا لنازلة فیقنت الإمام فی الجهریة وقیل فی الکل“. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الوتر والنوافل: ۶۲۸/۱، ظفیر)

(۲) عن ابن سیرین قال: حدثنی بعض من صلیٰ مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلوٰة الصبح فلما قال سمع اللّٰه لمن حمده فی الرکعة الثانیة قام هنیهة. (سنن النسائی، باب القنوت فی صلاة الصبح: ۱۲۱/۱، انیس)

قال أبو جعفر الطحاوی: ”إنما لا یقنت عندنا فی صلاة الفجر من غیر بلیة فإن وقعت فتنة أو بلیة فلا بأس به فعله رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، مطلب فی قنوت النازلة: ۱۱/۲، ط: سعید)

(۳) سورة آل عمران: ۱۲۸، انیس

عن أبي مالك الأشجعي قال: قلت لأبي: ياأبت قد صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان وعلي ههنا بالكوفة نحواً من خمس سنين كانوا يقنتون؟ قال: أي بني محدث. (رواه الترمذي والنسائي وابن ماجة)

اس کے علاوہ بڑے بڑے حادثات ہوئے، حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا، حضرت عثمان ذوالنورین کا اور بھی شہید ہوئے، کسی نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی۔

(المستفتی: ۲۷۶۹، مولوی نور الحسن دہلی- ۲۸/ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ، مطابق یکم جولائی ۱۹۴۳ء)

الجواب

قنوت نازلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی اور خلفائے راشدینؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پڑھی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ قنوت نازلہ ممنوع یا منسوخ نہیں ہوئی، آیۂ کریمہ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ کے نزول سے قنوت نازلہ کی ممانعت نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت نازلہ میں بعض کفار کے نام لے کر بددعا کی تھی، اس کی ممانعت ہوئی تھی کہ مخصوص طور پر کسی کا نام لے کر بددعا نہ کی جائے۔ بخاری شریف میں یہ روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع رأسه من الركوع في الركعة الآخرة من الفجر يقول: اللهم العن فلانًا وفلانًا وفلانًا بعد ما يقول سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد فأنزل الله: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ (إلى قوله) ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ (۲)

(ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد کے بعد کہتے: یا اللہ فلاں اور فلاں شخص کو لعنت کر تو یہ آیت اتری۔)

بخاری کی دوسری روایت میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور ہیں، جن کے لیے بددعا فرماتے تھے کہ وہ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام تھے، (۳) اور اخیر میں یہ تینوں ایمان لے آئے تھے، شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضور کو کسی کا نام لے کر بددعا کرنے کی ممانعت فرمائی تھی۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کا نام لے کر

(۱) مشكوة، باب القنوت؛ الفصل الثاني، ص: ۱۱٤، ط: سعيد

(۲) باب قوله: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾: ۶۵۵/۲، ط: قديمي كتب خانه كراچي (الآية الكريمة كاملاً: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ (سورة آل عمران: ۱۲۸، انيس)

(۳) عن حنظلة بن أبي سفيان سمعت سالم بن عبد الله يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوا على صفوان بن أمية وسهل بن عمر والحارث بن هشام. (الحديث) (صحيح البخاري، غزوة أحد، باب قوله ﴿ليس لك من الأمر شيء﴾: ۶۵۵/۲، ط: سعيد)

قنوت میں بددعا نہیں کی۔ کسی کافر قوم کے لیے، یا عموم کافروں کے لیے بددعا کرنی منع نہیں ہے۔ ایسی بددعا تو قرآن مجید میں موجود ہے: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (۱) اور حضرت ابو مالک اشجعی کی روایت قنوت نازلہ کے متعلق نہیں ہے، وہ تو نماز فجر میں دوامی قنوت کے متعلق ہے، وہ بے شک جمہور کے نزدیک بدعت ہے۔ قنوت نازلہ جس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین سے ہے، اس کو بدعت کیسے کہا جا سکتا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت تو بخاری کی روایتوں میں ہے، جس میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت اوپر بیان کی جا چکی ہے اور خلفائے راشدین کے متعلق فتح القدیر میں حافظ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے:

''وقد روى عن صديق رضى الله عنه أنه قنت عند محاربة الصحابة مسيلمة وعند محاربة أهل الكتاب وكذالك قنت عمر وكذا علىٰ فى محاربة معاوية ومعاوية فى محاربته''. (۲)

اور کنز العمال میں ہے:

عن أبى رافع أن النبى صلى الله عليه وسلم وأبا بكر وعمر وعثمان وعليا قنتوا بعد الركوع. (۳)

یہ قنوت نازلہ کا بیان ہے اور خلفائے راشدین نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تو ثابت ہوا کہ قنوت نازلہ منسوخ نہیں ہے۔ نیل الاوطار میں قنوت نازلہ فجر کی نماز میں پڑھنے کا جواز خلفائے راشدین اربعہ اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے، لہذا یہ جواز صحیح اور ثابت اور قابل عمل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۳/۴۳۹-۴۴۱)

قنوت نازلہ کیا صرف خلیفۃ المسلمین پڑھ سکتا ہے:

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ قنوت نازلہ ائمہ مساجد کو پڑھنے کی اجازت نہیں ہے؛ بلکہ امام سے مراد خلیفۃ المسلمین ہے، جیسا کہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمل خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہوتا ہے اور اسی قول کی روایات فقہیہ ''قنت الامام'' سے تائید بھی ہوتی ہے؛ کیوں کہ امام کا لفظ مشترک ہے، جس میں تصریح مع حوالہ عمل غیر خلیفہ کی ضرورت ہے۔

(المستفتی: ۲۷۷۵، غلام محمد امام مسجد قادر پوراں ضلع ملتان، ۶/شوال ۱۳۶۲ھ)

(۱) ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أُولَئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَى رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (سورة الهود: ۱۸، انيس)

(۲) فتح القدير، باب صلاة الوتر: ۱/۴۴۳، ط: مصر

(۳) كنز العمال، القنوت: ۸/۸۳، ط: مكتبة التراث الإسلامي، حلب

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

"قنت الإمام" میں امام سے مراد خلیفۃ الاسلام امیر المومنین نہیں ہے؛ بلکہ امام جماعت مراد ہے۔اس کی دلیل یہ ہے، جو شامی میں مذکور ہے:

"وظاهر تقييد هم بالإمام أنه لا يقنت المنفرد وهل المقتدى مثله أم لا". (۱)

یعنی فقہ کی روایات میں قنوت کو امام کے ساتھ اس لیے مقید کیا گیا ہے کہ منفرد قنوت نازلہ نہ پڑھے اور آیا مقتدی بھی اسی کی طرح؛ یعنی منفرد کے مثل ہے، یا نہیں؟ دیکھئے لفظ امام کو منفرد اور مقتدی کو مقابل سمجھا ہے، نہ کہ خلیفۃ المسلمین کے معنی میں، ورنہ یوں کہتے کہ خلیفۃ المسلمین کے علاوہ کوئی نہ پڑھے اور پھر مقتدی کے لیے قنوت پڑھنے کو ترجیح دی ہے، جب کہ امام سراً پڑھے اور امام جہر سے پڑھے تو مقتدی آمین کہتا رہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۴۲۱/۳)

قنوت نازلہ میں ہاتھ باندھے، یا نہیں:

سوال: در قنوت مذکورہ امام ومقتدی دست ارسال بکنند یا بندند، چنانچہ در وتر۔۔۔بندند وآمین بجہر گویند یا خفیہ؟ (۲)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ

امام وجماعت بظاہر دریں موقعہ ارسال کنند چراکہ ایں قنوت بعد الرکوع است۔

كما صرح به في الشامي: "والذي يظهر لي أن المقتدي يتابع إمامه إلا إذا جهر فيؤمن وأنه يقنت بعد الركوع لا قبله" إلخ. (۳)

وظاہر است کہ قومہ محل ارسال است نہ محل قبض یدین وقیاس بر وتر نخواہد شد کہ دراں قنوت قبل الرکوع است کہ آں محل قرأت ومحل قبض یدین است وآمین خواہ بجہر بگویند، یا باخفاء۔

والثاني أولیٰ؛ لأنه دعاء والإخفاء بالدعاء أولیٰ. (۴) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: ۱۹۰/۴)

---

(۱) ردالمحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب في قنوت النازلة: ۱۱/۲، ط: سعید

(۲) قنوت نازلہ میں امام ومقتدی سب ہاتھ باندھیں رہیں، یا چھوڑ دیں؟ جیسا کہ وتر میں باندھتے ہیں اور آمین زور سے کہیں، یا آہستہ؟ انیس

(۳) رد المحتار، باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت للنازلة: ۶۲۸/۱، ظفیر

(۴) ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ (سورة الأعراف: ۵۵، انیس)

ترجمہ: امام اور پوری جماعت ظاہر ہے، اس موقع پر ہاتھ چھوڑ دیں گے؛ کیوں کہ یہ قنوت رکوع کے بعد ہے، جیسا کہ شامی میں تصریح ہے اور ظاہر ہے کہ قومہ ہاتھ چھوڑنے کا محل ہے، نہ کہ ہاتھ پکڑنے کا اور وتر پر قیاس نہیں ہوگا؛ کیوں کہ وہاں قنوت رکوع سے پہلے ہے کہ وہ قرأت اور ہاتھ پکڑنے کا محل ہے اور آمین زور سے کہیں، یا آہستہ؟ اختیار ہے، البتہ آہستہ کہنا بہتر ہے؛ کیوں کہ وہ دعا ہے اور دعا آہستہ کرنا بہتر ہے۔انیس

قنوت نازلہ پڑھتے وقت ہاتھ چھوڑے رکھے اور مقتدی آہستہ آمین کہیں:

سوال: دارالعلوم دیوبند سے جو دعائے قنوت مطبوعہ اس زمانہ میں پڑھنے کے واسطے شائع ہوئی ہے، اس کی ترکیب میں دو امر قابل دریافت ہیں:

اول یہ کہ دعا پڑھنے کے وقت ہاتھ لٹکائے رکھیں، یا اٹھاویں؟ جیسا کہ دعا کے واسطے اٹھائے جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مقتدی آمین بالجہر کہیں، یا بہ اخفا؟

الجواب

صبح کی نماز میں بعد رکوع کے جو کہ اس زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے، اس میں ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ ہاتھ لٹکائے رہتے ہیں؛ کیوں کہ اس موقعہ پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد سے چسپاں نہیں ہے؛ اس لیے یہی احوط اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں اور مقتدی آمین بہ اخفاء کہیں۔ (۱) فقط

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۱۹۲/۴)

دعاء قنوت اور رفع یدین:

سوال: شارح حموی اشباہ کے قول "وقنت الإمام فی صلوٰة الفجر" کے تحت لکھتے ہیں: "مناسب ہے کہ یہ قنوت رکعت ثانیہ میں رکوع سے پہلے ہو اور اس کے لیے تکبیر کہی جائے"۔ (انتہی کلامہ) اب اس جگہ تکبیر رفع یدین کے ساتھ ہوگی، یا بغیر رفع یدین؟

الجواب

تکبیر قنوت میں رفع یدین فقہا سنت کہتے ہیں، جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے:

"ولا یسن رفع یدیه إلا فی تکبیرة افتتاح وقنوت وعید" الخ. (۲)

لیکن کسی مصیبت کے پیش آجانے کی صورت میں جو قنوت نازلہ صبح کے وقت پڑھی جاتی ہے، اگرچہ بعض فقہانے اس کی تکبیر کو جائز قرار دیا؛ مگر اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ اس قنوت نازلہ کی تکبیر کے وقت بھی رفع یدین ہوا ہو؛ بلکہ اکثر احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد تسمیع وتحمید سے فارغ ہو کر قنوت پڑھتے تھے اور ان کی تکبیر کا ذکر نہیں آیا۔

---

(۱) إن المقتدی یتابع إمامه إلا إذا جهر فیؤمّن. (رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۶۲۸/۱، ظفیر)

(۲) تنویر الأبصار علی صدر ردالمحتار، کتاب الصلاة: ۵۰۶/۱-۵۰۷، دار الفکر بیروت، انیس

امام بخاریؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان إذا أراد أن یدعو علٰی أحد وأو یدعو لأحد قنت بعد الرکوع فربما إذا قال، الخ". (۱)

ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا:

"قال: قنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم شہراً متتابعاً فی الظہر والعصر والمغرب والعشاء وصلاۃ الصبح إذا قال سمع اللّٰہ لمن حمدہ فی الرکعۃ الأخیرۃ یدعوا علٰی أحیاء من بنی سلیم، إلخ". (۲)

دوسری روایتوں میں بھی یہی مضمون ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبدالحئی اردو: ۲۲۰-۲۲۱)

قنوت نازلہ میں رفع یدین وغیرہ کے احکام:

سوال: یہاں سے کانپور ایک سوال کے جواب میں قنوت نازلہ میں ارسال یدین پر عمل کرنے کو لکھا گیا تھا، وہاں سے ایک عالم کا ایک طویل خط وضع یدین کی ترجیح کے اثبات میں آیا، جس کا خلاصہ خود جواب سے معلوم ہوسکتا ہے، جو یہاں سے لکھا گیا اور جو درج ذیل ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــ

مولانا　　　　السلام علیکم

مسئلہ مجتہد فیہ ہے، دلائل سے دونوں طرف گنجائش ہے اور ممکن ہے کہ ترجیح قواعد سے وضع کو ہو، **کما ھو مقتضٰی مذہب الشیخین**؛ لیکن عارض التباس وتشویش عوام کی وجہ سے ارسال کو ترجیح دی جاسکتی ہے، **کما ھو مقتصی مذہب محمد** اور ثنا صلوٰۃ جنازہ وقنوت وتر میں یہ عارض نہیں ہے؛ اس لیے وہاں راجح پر عمل کیا گیا اور اس عارض کی قوت کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ مجمع عظیم میں سجدہ سہو کو باوجود اس کے وجوب کے ترک کر دیا جاتا ہے اور وضع تو درجہ میں سجود سہو سے بہت ادنیٰ ہے، فھو أحق بالترک اور التباس کا ارتفاع قنوت سے اس لیے نہیں ہوسکتا کہ سہو پر محمول کیا جاسکتا ہے اور اگر سہو ہوگیا تو اسی طرح اس کے بعد سجدہ میں چلے جانے سے بھی اس کا ارتفاع نہیں ہوسکتا،

(۱) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ یَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ یَدْعُوَ لِأَحَدٍ، قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَرُبَّمَا قَالَ: إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِیدَ بْنَ الْوَلِیدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَیَّاشَ بْنَ أَبِی رَبِیعَةَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَکَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا سِنِینَ كَسِنِی یُوسُفَ، یَجْهَرُ بِذَلِکَ، وَكَانَ یَقُولُ فِی بَعْضِ صَلَاتِهِ فِی صَلَاةِ الْفَجْرِ: اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا، لِأَحْیَاءٍ مِنَ الْعَرَبِ، حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَیْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ﴾ (آل عمران: ۱۲۸) الآیَةَ. (صحیح البخاری، باب قوله: لیس لک من الأمر شیء، رقم الحدیث: ٤٥٦٠، انیس)

(۲) سنن أبی داؤد، باب القنوت فی الصلوات، رقم الحدیث: ١٤٤٣، انیس

اس سے پہلے التباس ہو چکا، پھر سجدہ میں جانے سے تشویش بڑھے گی کہ رکوع کیوں نہیں کیا، ورنہ ایسا ارتفاع تو سجدۂ سہو کے بعد تشہد میں بیٹھنے سے پھر بعد میں مکرر سلام پھیرنے سے بھی مرتفع ہو سکتا تھا؛ مگر فقہا نے اس کا اعتبار نہیں کیا؛ اس لیے کہ عوام غلبۂ جہل سے ان قرائن سے کیا استدلال کر سکتے ہیں اور اپنی نماز کو تباہ کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

باقی دوسری جانب میں بھی مجھ کو تنگی نہیں۔

۲۴/ رمضان ۱۳۵۶ھ (النور، ۷ شعبان ۱۳۵۷ھ) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/ ۴۵۸)

قنوت نازلہ میں کون سی دعا:

سوال: قنوت نازلہ میں کون سی دعا پڑھنی چاہیے؟

الجواب

قنوت نازلہ کے لیے الفاظ مخصوص نہیں تھے، حسب نازلہ اور حسب حضور قلب الفاظ استعمال کئے جائیں، میں نے مندرجہ ذیل الفاظ اس زمانہ میں اختیار کئے ہیں۔

"اللّٰهم اهدنا فيمن هديت، وعافنا فيمن عافيت وتولنا فيمن توليت، وبارک لنا فيما أعطيت، وقنا شر ما قضيت، فإنک تقضي ولا يقضى عليک، وأنه لا يذل من وّاليت ولا يعز من عاديت، تبارکت ربنا وتعاليت، نستغفرک ونتوب اليک، اللّٰهم اعل کلمة الاسلام والمسلين". (۳/ بار)

"وانجز وعد وکان حقاً علينا نصر المؤمنين، اللّٰهم أخذل والمشرکين، أعداء نا أعداء کأعداء الدّين، اللّٰهم زلزلهم، اللّٰهم شتت شملهم، اللّٰهم فرق جمعهم، اللّٰهم أهلک أموالهم اللّٰهم حدهم، اللّٰهم اهزم جندهم، اللّٰهم ألق الرعب والفشل والاختلاف بينهم، اللّٰهم إنا نجعلک في نحورهم ونعوذبک من شرورهم". (۳/ بار)

"اللّٰهم خذهم أخذ عزيز مقتدر". (۳/ بار)

"اللّٰهم لا تعاملنا بمانحن أهله وعاملنا بما أنت أهله أنت أهل التقوٰى وأهل المغفرة وأهل العفو والکرم والجود والاحسان وصلى اللّٰه علٰى أحب خلقه اليه سيدّنا ومولانا محمد واٰله وصحبه وبارک وسلم".

"وليس في القنوت دعاء مؤقت". (عالمگیری: ۱/ ۱۱)

وفي البدائع: وأما دعاء القنوت فليس في القنوت دعاء مؤقت کذا ذکر الکرخي في کتاب الصلوٰة؛ لأنه روى عن الصحابة أدعية مختلفة في حال القنوت، إلخ. (بدائع الصنائع: ۱/ ۲۷۳)

(مکتوبات: ۴/ ۳۸۲-۳۸۳) (فتاویٰ شیخ الاسلام، ص: ۴۶-۴۷)

حکم قنوتِ نازلہ بزبانِ عربی:

سوال: ما قولكم يرحمكم اللّٰه فى القنوت النوازل كيف هو هل قبل الركوع أم بعده وهل يرفع يديه ويكبرله أم لا وهل يضع فيه يديه أم يرسلهما وهل يخافت به أم يجهر؟

الجواب

قال الطحطاوى فى حاشيته علىٰ مراقى الفلاح،ص: ١٥٠،تحت قول الماتن"ويسن وضع الرجل يده اليمنى على اليسرىٰ"مانصه:

"ولابد فى ذلك القيام أن يكون فيه ذكر مسنون ومالا فلا ،كما فى السراج وغيره وقال محمد:لايضع حتىٰ يشرع فى القراء ة فهوعندهما (١) سنة قيام فيه ذكرمشروع وعنده سنة للقراء ة فيرسل عنده حالة الثناء والقنوت وفى صلاة الجنازة وعندهما يعتمد فى الكل وأجمعوا علىٰ أنه يرسل فى القومة بين الركوع والسجود و بين تكبيرات العيدين بعدم الذكر والرواية فى هٰذه المواضع فإن قيل فى القومة من الركوع ذكرمشروع وهوالتسبيح والتمحيد فينبغى أن يضع فيها علىٰ قولهما أجيب بأن المراد قيام له قرار وهٰذا لا قرار له،آه، وهل يضع فيها فى صلاة التسبيح لكون القيام له قرارفيه ذكرمشروع براجع،آه.(٢)

قال الشامى:ومقتضاه أن يعتمد بيديه (فى القومة)فى النافلة ولم أرمن صرح به تأمل لكنه مقتضى اطلاق الأصلين المارين ومقتضاه أن يعتمد فى صلاة التسبيح أيضاً،آه.(١/٥٠٩)

قلت:وقد مرتصريح الطحطاوى بالاعتماد فى القنوت عندالشيخين فينبغى أن يعتمد بيديه فى قنوت النازله سواء كان قبل الركوع أوبعده وأما أنه قبل الركوع أوبعده،فقال الطحطاوى فى حاشية مراقى الفلاح: وأما القنوت فى الصلوات كلها عند النوازل فلم يقل به إلا الشافعى وليس مذهبنا،قال الحموى: وينبغى أن يكون القنوت قبل الركوع فى الركعة الأخيرة ويكبرله، آه.(ص:٢٢٠)قلت: أراد الحموى قنوت النازلة لذكره ذلك تحت قول الأشباه:"إذا نزل بالمسلمين نازلة قنت الإمام فى صلاة الفجر"آه.(ص:٣٩٩)

وقال الشامى:وهل القنوت هنا قبل الركوع أم بعده لم أره والذى يظهرلى أن المقتدى يتابع إمامه إلا إذاجهر فيؤمن وأنه يقنت بعد الركوع لاقبله بدليل أن ما يستدل به الشافعى علىٰ قنوت

(١) أى الشيخين.منه

(٢) حاشية الطحطاوى على المراقى،فصل فى بيان سننها،ص:٢٥٨،دارالكتب العلمية بيروت،انيس

الفجر وفيه التصريح بالقنوت بعد الركوع حمله علمائنا على القنوت للنازلة ثم رأيت الشر بنلالى فى مراقى الفلاح صرح بأنه بعده واستظهر الحموى أنه قبله والأظهر ماقلناه والله أعلم،اه.(۷۰۲/۱)

قلت:ولكن الأثارتشهد لما قاله الحموى أيضاً:فعن طارق بن شهاب قال:"صليت خلف عمر صلاة الصبح فلما فرغ من القراءة فى الكعة الثانية كبر،ثم قنت،ثم كبر،فركع".(رواه الطحاوى وإسناده صحيح)وعن أبى عبدالرحمٰن عن على"أنه كان يقنت فى صلاة الصبح قبل الركوع".(رواه الطحاوى أيضا وسنده حسن)وعن أبى رجاء عن ابن عباس قال"صليت معه الفجرفقنت قبل الركعة".(رواه الطحاوى أيضا وإسناده صحيح،كذافى آثارالسنن:۱۹/۲)

فلا وجه لرد قول الحموى فكان الشافعى لم ير قبل الركوع محلا للقنوت فلم يقل به فى الفجرولا فى الوتر ورأه الحنفية محلا له فقالوابه فى الوتر فكذافى قنوت النازلة ولكن الأفضل هنا بعد الركوع؛لأنه هوالثابت مرفوعاً،وأما أنه يرفع له أم لا فالدليل الذى استدل به الحنفية للرفع فى قنوت الوتر لايعم غيره بل يختص به وهوأثرإبراهيم النخعى عندالطحاوى بسند صحيح قال: ترفع الأيدى فى سبع مواطن فى افتتاح الصلاة وفى التكبير للقنوت فى الوتروعن الأسود عن عبدالله كان يقرأفى أخر ركعة من الوترقل هوالله ثم يرفع يديه فيقنت قبل الركعة. رواه البخارى فى جزء رفع اليدين وإسناده صحيح،آه.(آثارالسنن:۱۷/۲-۱۸)

ولم أرمن صرح بالرفع فى قنوت النوازل وفى رحمة الأمة والسنة أن يقنت فى الصبح،رواه الشافعى عن الخلفاء الراشدين الأربعة وهو قول مالک وقال أبوحنيفة: لايسن فى الصبح قنوت وكان مالک لايرفع يديه فى القنوت واستحبه الشافعى ومحله عند الشافعى بعد الركوع وقال مالک:قبل الركوع،آه.(ص:۱۹)

قلت:وفى المدونة: قال مالک فى القنوت فى الصبح كل ذلک واسع قبل الركوع وبعد الركوع،قال مالک والذى آخذ فى خاصة نفسى قبل الركوع،آه.(۱۰۰/۱)

قلت:وقد صرّح علمائنا بأن يؤخذ بقول مالک فيما لانص فيه فى المذهب لكون مذهبه أقرب المذاهب إلينا،كمافى ردالمحتار ولم أظفر بموضعه الأن،فينبغى أن لاترفع الأيدى فى قنوت النوازل، نعم إذا قنت قبل الركوع فلا يدع التكبير له لقول الحموى:ويكبر له ولثبوته فى الآثار وإذا قنت بعد الركوع فلم نرالتصريح بالتكبير له فى قول فقيه فأما أن يقاس على القنوت قبل الركوع وأما أن يترک على الأصل ولكن الترک هوالذى ينبغى لكون القياس فيهما مع الفارق فإن التكبيرللقنوت قبل الركوع لعله للفصل عن القراءة والانتقال من حال إلٰى حال ولا

كـذلک بعد الركوع فإن التسميع هنا ک كاف للفصل والله تعالىٰ أعلم. وأما الجهر والاخفاء فـلـم يتـعـرض فـقهائنا بالبحث عنهما فى قنوت النوازل أيضا واختلفوا فى قنوت الوتر فقال فى الدر: وقنت فيه مخافتا على الأصح ولوأماما لحديث خير الدعاء الخفى،اه.

قا ل الشامى: وفصل بعضهم بين أن يعلمه القوم فالأفضل للإمام الاخفاء وإلا فالجهر،اه.

وفى المنية: من اختار الجهر اختاره دون جهر القراءة،آه. (۶۹۸/۱)

وقـد تـقـدم قـول الشامى فى قنوت النوازل: والذى يظهرلى أن المقتدى يتابع إمامه (أى يقرأ القنوت إذا قنت) إلا إذا جهر فيؤمن،آه.

وفى المدونة لمالک قلت لابن القاسم فهل يجهر بالدعاء فى القنوت إمامًا كان أوغيرإمام؟ قال: لايجهر،قلت: هو قول مالک،قال: هو رأى،آه. (۱۰۰/۱)

وفـى الوجيرللغزالى الشافعى: ثم الجهر بالقنوت مشروع على الظاهر والمأموم يؤمن فإن لم يسمع صوته قنت علىٰ أحد الوجهين،آه. (۲۶/۱)

قلت: ولكن العوام لايعلمون قنوت النوازل فالأفضل الجهربه كماهومقتضى تفصيل بعضهم وهوتفصيل حسن. والله تعالىٰ أعلم

۲۲/ذی قعدہ ۱۳۴۴ھ (امدادالاحکام: ۲۰۶/۲-۲۰۹)

ظالم کے لیے بددعا کرنا:

سوال: ایک شخص بے نمازی ہے، نماز پڑھنے والوں کو برا کہتا ہے، شراب پیتا ہے، جوا کھیلتا ہے، علمائے کرام کی توہین کرتا ہے، وہ معزز آدمی کو ناحق مقدمات کے چکر میں پھنسانے کی رات دن کوشش کرتا رہتا ہے، لہٰذا ایسے آدمی کے واسطے بددعا کرنا جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر اپنی بددعا میں اتنی قوت کا یقین ہے کہ وہ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے حق میں دعائے خیر کا ذریعہ اس کی اصلاح کا یقین کیوں نہیں، اس سے اس کو بھی نفع ہوگا اور سب کو بھی۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۱۵/۸/۱۳۸۹ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۱/۵)

---

(۱) عن أبى هريرة: قدم الطفيل بن عمروعلى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال يا رسول الله: إن دوسًا قد عصت وأبت،فادع الله عليها،فظن الناس أنه يدعوعليهم،فقال: "اللّٰهم اهد دوسًا وأت بهم". (صحيح البخارى، كتاب الدعوات، باب الدعاء للمشركين: ۹٤٦/٢،قديمى)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کے لیے بددعا کی:

سوال: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں، یا قبل، یا بعد نبوت کسی مشرک وکفار کا نام لے کر بددعا کی تھی اور کس موقعہ پر کی تھی؟

الجو اب ــــــــــــــــــــــ حامداً و مصليًا

متعدد مرتبہ کچھ آدمیوں کے لیے کی ہے، عتیبہ بن ابی لہب کے لیے کی ہے، (۱) قنوت نازلہ میں محض قبائل کے نام لے کر بددعا کی ہے، (۲) صفوان بن عمیہ، سہیل بن عمرو، حارث بن ہشام پر بھی بددعا کی ہے، **كما في البخاري.** (۳) پھر آیت ﴿**ليس لک من أمر شيء**﴾ إلخ (۴) نازل ہوئی۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۴/۶/۱۳۶۱ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبد اللطیف، ۲۵/۲/۱۳۶۱ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۹/۵-۷۰-۷۷)

---

(۱) إلا أن عتيبة المصغر كان قد أراد الخروج إلى الشام مع أبيه فقال: لآتين محمدا عليه الصلاة والسلام وأوذينه فأتاه فقال: يا محمد إني كافر بالنجم إذا هوى وبالذي دنا فتدلى، ثم تفل تجاه رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يصبه عليه الصلاة والسلام شيء وطلق ابنته أم كلثوم فأغضبه عليه الصلاة والسلام بما قال وفعل فقال صلى الله عليه وسلم: اللّهم سلط عليه كلبا من كلابك. وكان أبو طالب حاضرا فكره ذلك وقال له: ما أغناك يا ابن أخي عن هذه الدعوة فرجع إلى أبيه ثم خرجوا إلى الشام فنزلوا منزلا فأشرف عليهم راهب من دير وقال لهم: إن هذه أرض مسبعة فقال أبو لهب: أغيثوني يا معشر قريش في هذه الليلة فإني أخاف على ابني دعوة محمد صلّى الله عليه وسلم فجمعوا جمالهم وأناخوها حولهم خوفا من الأسد، فجاء أسد يتشمم وجوههم حتى أتى عتيبة فقتله. (تفسير روح المعاني: سورة التوبة (جزء: ۳۰) : ۲۶۲/۱۵. دارإحياء التراث العربي بيروت)

(۲) قال ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما: دعا النبي صلى الله عليه وسلم في الصلاة: "أللّهم العن فلاناً وفلاناً" حتى أنزل الله﴿ليس لک من الأمر شيء﴾ (صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء على المشركين: ۹۸۷/۲، قديمي)

(۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ، قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَرُبَّمَا قَالَ: إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الحَمْدُ اللَّهُمَّ أَنْجِ الوَلِيدَ بْنَ الوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَکَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، يَجْهَرُ بِذَلِکَ، وَكَانَ يَقُولُ فِي بَعْضِ صَلَاتِهِ فِي صَلَاةِ الفَجْرِ: اللَّهُمَّ العَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا، لِأَحْيَاءٍ مِنَ العَرَبِ، حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لَيْسَ لَکَ مِنَ الأَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران: ۱۲۸) الآيَة. (صحيح البخاري، باب قوله: ليس لک من الأمر شيء، رقم الحديث: ۴۵۶۰، انيس)

(۴) "عن حنظلة بن أبي سفيان سمعت سالم بن عبد الله رضي الله تعالىٰ عنه يقول: كا ن رسول الله صل الله عليه وسلم يدعو على سفيان بن أمية وسهل بن عمرو والحارث بن هشام، فنزلت: ﴿ليس لک من الأمر شئ — إلىٰ قوله — فإنهم ظالمون﴾. (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب ليس لک من الأمر شئ: ۵۸۲/۲، قديمي)

قنوت نازلہ میں رفع یدین اور جہر واخفاوارسال کے احکام:

سوال: ایام نازلہ میں دعاء قنوت کا پڑھنا نماز فجر میں بعد الرکوع عند الحنفیہ عام فتاویٰ فقہ مثل درمختار وفتح القدیر وشامی (۱) وغیرہا میں ثابت ہے، لیکن ہاتھوں کا اٹھانا بطور دعا کے ثابت ہے، یا نہیں؟ اور حدیث ابی ہریرہ کی جس کو حاکم نے صحیح کہا ہے:

عن أبي هريرة قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم: إذا رفع رأسه الثانية من صلاة الصبح في الركعة الثانية يرفع يديه فيدعو. (۲)

آیا یہ ہاتھوں کا اٹھانا کانوں تک ہے واسطے تکبیر قنوت کے، یا ہاتھوں کا پھیلانا واسطے دعا کے اور نیز ہاتھوں کو بعدہ سینہ، یا منہ پر پھیرنا چاہیے، یا نہیں؟

الجواب

حدیث دونوں کو محتمل ہے اور حنفیہ میں سے صرف ابو یوسفؒ کے نزدیک قنوت پڑھنے کی حالت میں رفع یدین مشروع ہے، جمہور اس کے قائل نہیں۔ (كما في ردالمحتار)

۲۶/ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ (تتمہ اول، ص: ۳۰) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۶۸۹-۶۹۰)

سوال مثل بالا:

سوال: طاعون کے زمانہ میں حنفیہ کے نزدیک قنوت ہے۔ باقی جہر سے پڑھے، یا آہستہ، ہاتھ اٹھاوے، یا نہیں؟ قبل رکوع کے، یا بعد رکوع کے اولیٰ ہے؟

الجواب

جہر واخفا میں اختیار ہے اور رکوع کے بعد ہے، **على الأرجح، {كذا في ردالمحتار}** (۲) اور رفع یدین نہیں، **لعدم الرواية.**

(تتمہ اولیٰ، ص: ۳۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۶۹۰)

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار: ۲/۱۱، باب الوتر والنوافل، مطلب في القنوت النازلة

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِّي شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ. (مرقاة المفاتيح، باب القنوت: ۳/۹۶۱، دار الفكر بيروت، انيس)

(۳) (قَوْلُهُ عَلَى الْأَصَحِّ) كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَفِي الْهِدَايَةِ أَنَّهُ الْمُخْتَارُ، وَمُقَابِلُهُ مَا فِي الذَّخِيرَةِ وَاسْتَحْسَنُوا ==

دعاء قنوت میں ہاتھ نہ اٹھایا جائے اور قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جائز ہے؛ کیوں:

سوال: میرے موضع کے ایک شخص نے حضور سے چند مسائل دریافت کئے تھے اور حضور نے اس کا جواب بھی تحریر فرمایا تھا، خادم نے جواب دیکھا تھا، ایک امر اس میں اور بھی دریافت طلب ہے جو فہم ناقص میں نہیں آیا، جو درج ذیل ہے:

سوال(۱) نماز فجر کے قنوت میں ہاتھ اٹھانا چاہیے، یا نہیں؟ حضور کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں اٹھانا آیا نہیں۔

(۲) قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی جائز ہے، یا نہیں؟

جواب: ہاتھ اٹھانا جائز ہے؛ اس لیے کہ حدیث میں مطلق دعا میں ہاتھ اٹھانا آیا ہے۔

شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب حدیث شریف میں مطلق ہاتھ اٹھانا آیا ہے تو سوال (۱) کے جواب میں عدم جواز اور سوال (۲) کے جواب میں جواز کی صورت بنائی گئی ہے تو دونوں میں تطبیق کیوں کر ہوگی؟ فقط

الجواب ــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

نماز میں رفعِ یدین محتاج دلیلِ مستقل ہے، خارج نماز کے لیے اطلاق کافی دلیل ہے۔ دیکھئے آخر صلوٰۃ میں جو دعا پڑھی جاتی ہے، بالاجماع اس میں رفع یدین مشروع نہیں۔

۲۹ / ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۶۹۰)

قنوت نازلہ سے متعلق چند مسائل:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حنفیوں کے صحیح مذہب کے اعتبار اور راجح قول کے لحاظ سے قنوت نازلہ صرف فجر کی نماز میں پڑھنی چاہیے، یا تمام جہری نمازوں میں پڑھنا ضروری ہے؟ اگر کوئی امام صرف فجر کی نماز میں قنوت پڑھے اور دوسری جہری نمازوں میں نہ پڑھے تو کیا باعتبار صحیح وراجح مذہب حنفی کے اس پر جبر کر کے تمام جہریہ نمازوں میں قنوت پڑھنا چاہیے، یا نہیں؟ قنوت نازلہ علاوہ فجر کی نماز کے اور نمازوں میں حنفیوں کے یہاں منسوخ ہے، یا نہیں؟ طحطاوی بر درمختار اور تحریر مختار وغیرہ کتابوں میں جو حنفی مذہب کی کتابیں ہیں، یہ لکھا ہے کہ صرف فجر کی نماز میں قنوت نازلہ حنفیوں کے مذہب میں ہے اور کسی نماز میں نہیں۔ (۱) یہ قول صحیح ہے، یا نہیں؟

== الْجَهْرَ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ لِلْإِمَامِ لِيَتَعَلَّمُوا، وَفَصَلَ بَعْضُهُمْ بَيْنَ أَنْ يَعْلَمَهُ الْقَوْمُ فَالْأَفْضَلُ لِلْإِمَامِ الْإِخْفَاءُ وَإِلَّا فَالْجَهْرُ، آه.(ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ۷/۲، دارالفکر بیروت، انیس)

(۱) (قَوْلُهُ فَيَقْنُتُ الإِمَامُ فِي الْجَهْرِيَّةِ) يُوَافِقُهُ مَا فِي الْبَحْرِ والشُّرُنبلالِيَّة عَنْ شَرْحِ النِّقَابَةِ عَنْ الْغَايَةِ: وَإِنْ نَزَلَ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ قَنَتَ الْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْجَهْرِ .وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَحْمَدَ،اه،وَكَذَا مَا فِي شَرْحِ الشَّيْخِ إسْمَاعِيلَ عَنْ الْبَنَانِيَّةِ:إذَا وَقَعَتْ نَازِلَةٌ قَنَتَ الْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ الْجَهْرِيَّةِ، لَكِنْ فِي الْأَشْبَاهِ عَنْ الْغَايَةِ: قَنَتَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، ==

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قنوت نازلہ پڑھی ہے، کیا اس وقت تک آپ پڑھتے رہے جب تک وہ کام پورا نہیں ہوا، جس کے واسطے شروع کی تھی، یا اس سے پہلے ترک کردی؟ حنفی مذہب کی معتبر کتابوں سے جواب تحریر فرمانا چاہیے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

مراجعت کتب مذہب سے اصل مذہب حنفیہ کا یہی معلوم ہوتا ہے کہ قنوت نازلہ صرف صلوٰۃ فجر کے ساتھ مخصوص ہے، دوسری نمازوں میں مطلقاً، یا صرف جہریات میں پڑھنے کا قول ضعیف ہے اور اصل مذہب کے خلاف ہے،(۱) اور اس قنوت کے پڑھنے کا منتہا کہیں روایت حدیثیہ، یا فقہیہ میں نظر سے نہیں گزرا، (اور میرے پاس سامان تتبع کا کم ہے)؛ لیکن اصول درایت سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ منتہا اس کا حصول مقصود، یا قنوت من حصول المقصود ہے۔ واللہ اعلم

۲۰ رشعبان ۱۳۳۹ھ (تتمہ خامسہ، ص: ۱۹۴) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۷۹۰-۷۹۱)

☆ ☆ ☆

== وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِى شَرْحِ الْمُنيَةِ حَيْثُ قَالَ بَعْدَ كَلَامٍ: فَتَكُونُ شَرْعِيَّتُهُ: أَىْ شَرْعِيَّةُ الْقُنُوتِ فِى النَّوَازِلِ مُسْتَمِرَّةً، وَهُوَ مَحْمَلُ قُنُوتِ مَنْ قَنَتَ مِنَ الصَّحَابَةِ بَعْدَ وَفَاتِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَهُوَ مَذْهَبُنَا وَعَلَيْهِ الْجُمْهُورِ وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو جَعْفَرٍ الطَّحَاوِىُّ: إِنَّمَا لَا يَقْنُتُ عِنْدَنَا فِى صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ غَيْرِ بَلِيَّةٍ، فَإِنْ وَقَعَتْ فِتْنَةٌ أَوْ بَلِيَّةٌ فَلَا بَأْسَ بِهِ، فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَّا الْقُنُوتُ فِى الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِلنَّوَازِلِ فَلَمْ يَقُلْ بِهِ إِلَّا الشَّافِعِىُّ، وَكَأَنَّهُمْ حَمَلُوا مَا رُوِىَ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ قَنَتَ فِى الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ، كَمَا فِى مُسْلِمٍ، وَأَنَّهُ قَنَتَ فِى الْمَغْرِبِ أَيْضًا كَمَا فِى الْبُخَارِىِّ عَلَى النَّسْخِ لِعَدَمِ وُرُودِ الْمُوَاظَبَةِ وَالتَّكْرَارِ الْوَارِدَيْنِ فِى الْفَجْرِ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ،آه،وَهُوَ صَرِيحٌ فِى أَنَّ قُنُوتَ النَّازِلَةِ عِنْدَنَا مُخْتَصٌّ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ دُونَ غَيْرِهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ الْجَهْرِيَّةِ أَوِ السِّرِّيَّةِ.(ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ۲/۱۱، دار الفكر بيروت، انيس)

(۱) دیکھئے حوالہ بالا: ردالمحتار، باب الوتر والنوافل: ۲/۱۱، دار الفكر بيروت، انيس